بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک خدام اہل سنۃ والجماعۃ

کا ترجمان

نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

جلد : ۱ شمارہ : ۴

بدل اشتراک : سالانہ ۵۰ روپے ، فی پرچہ : ۵ روپے

زیرِ سرپرستی

پیر طریقت، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

فون : ۲۸۵۸ چکوال

●

مدیرِ مسئول

حکیم حافظ محمد طیب

فون : ۴۱۶۱۰۷ لاہور

●

ماہ شوال ۱۴۰۹ھ

مئی ۱۹۸۹ء

●

سالانہ بدلِ اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹری

ممالک	بدل اشتراک
ریاستہائے متحدہ امریکہ	-/۲۳۰ روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ	-/۱۸۰ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت	-/۱۵۰ روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۵۸

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ "حق چاریارؓ" مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

ایڈیٹر و پبلشر حکیم حافظ محمد طیب نے مطبع افضل شریف پرنٹرز اردو بازار لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حق چاریار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا، فون: ۴۱۶۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شمارہ میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھدنا الصراط المستقیم

رمضان، بدر

اور — اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم

رمضان المبارک کی دوسری خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ کفر و اسلام کا عظیم ترین معرکہ بدر بھی اسی ماہ مبارک میں پیش آیا ہے اور جس طرح رمضان تمام مہینوں سے اور قرآن تمام آسمانی کتب سے افضل ہے اسی طرح جنگِ بدر بھی تمام اسلامی جنگوں سے افضل ہے کیونکہ اس جنگ میں خود حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جو کائنات میں افضل ہیں اور پرچمِ نبوی کے سایہ میں جن مومنین نے یہ عظیم جنگ لڑی ہے وہ بعد الانبیاء علیہم السلام تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں اور انہی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ بدر کی نسبت سے اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم بھی کہا جاتا ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۲۔ تمام سورۃ الانفال جنگِ بدر کے سلسلہ میں ہی نازل ہوئی۔ اس سورت میں جنگ کی تفصیلات بھی ہیں اور جنگ کے احکام بھی ہیں۔ علاوہ ازیں سورۃ آل عمران میں بھی جنگِ بدر کا ذکر آتا ہے اور وہاں تو بدر کے نام کی بھی تصریح ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (سورہ آل عمران آیت ۱۲۳)

اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے

(ترجمہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جس کے قریب یہ جنگ لڑی گئی اور یہ بھی اس جنگ کی خصوصیت ہے کہ اس میں باذن اللہ آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے کفار سے قتال بھی کیا جیسا کہ سورۃ الانفال کی آیات میں اس کی تصریح ہے۔

جنگ کے اسباب

بظاہر یہ بات بہت زیادہ تعجب خیز ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی قریش کی برادری سے جنگ و قتال کر رہے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں آپ کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا ہے لیکن اگر حقیقت پر نظر ڈالی جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جنگ بھی مقصد و انجام کے اعتبار سے ایک عظیم رحمت تھی۔ تبلیغِ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اعلانِ رسالت اور تبلیغ توحید کے بعد قریش نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن جوابی طور پر جنگ و قتال کی ممانعت تھی اور حکم خداوندی یہی تھا کہ اسلام کی دعوت پوری ہمت و تدابیر کے ساتھ دیتے رہو اور اس کے ردّ عمل میں قوم کی طرف سے جو بھی تکالیف پہنچیں ان کو برداشت کرو۔ مکی زندگی دراصل تزکیہ نفوس اور تکمیلِ ایمان کا ایک زبردست تربیتی کورس تھا تاکہ صحابہ کرامؓ اپنی تبلیغی جدّوجہد میں جو قدم بھی اٹھائیں وہ رضائے الٰہی کے حصول پر مبنی ہو اور جس میں نفسانی جذبات کا شائبہ تک بھی باقی نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحبتِ نبوی کی برکات اور انوارِ نبوت کے پرتو سے صحابۂ کرامؓ کے نفوس کا کامل تزکیہ ہوگیا۔ ذاتی اور نفسانی جذبات مغلوب ہوگئے۔ ان کا محبوب و مقصود حق تعالیٰ کی ذات تھی جس کو حاصل کرنے کا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت اور کامل اطاعت تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کی اسی مقصودیت کے اظہار کے لیے فرمایا گیا ہے — يُرِيدُونَ وَجْهَهُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی حکمتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ مکی زندگی میں ہی ہجرتِ حبشہ کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد آخر میں ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا گیا جس کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب موقع بموقع اپنا وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوگئے اور مہاجرین صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ہی یہ خصوصی شرف حاصل ہوا کہ وہ مدینہ منورہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہے اور قرآن مجید میں انہی کو صاحبِ رسول یعنی یارِ غار فرمایا گیا۔ (سورۃ التوبہ رکوع ۶ - آیت ۴۰)

قریش اور یہودِ مدینہ

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصارِ صحابہؓ کی ایک جمعیت قائم ہوگئی تھی اور دعوتِ اسلام کا کام شروع ہوگیا تھا جس کی وجہ سے یہودِ مدینہ سخت دشمن بن گئے۔ اُدھر مکہ سے بقدرتِ خداوندی قریشی جنگجو جوانوں کے

گھیراؤ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معجزانہ طور پر نکل کر بسلامت مدینہ پہنچ گئے تھے جس کی وجہ سے رؤسائِ قریش اپنے منصوبہ میں بری طرح ناکام ہوئے۔ اب ان کے عزائم یہ تھے کہ مدینہ پر یلغار کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے یہود سے ساز باز اور مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ چنانچہ کرز بن جابر فہری مدینہ کی چراگاہ سے اہلِ مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کا انتقامی جذبہ اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ انہوں نے مدینہ کے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو خط میں یہ لکھا کہ: "یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو یا ہم آ کر ان کے ساتھ تمہارا بھی کام تمام کر دیں گے۔" ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رض کو جنگ و قتال کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ (سورۃ الحج رکوع ۶ آیت ۴۰)

(اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (آگے ان کی مظلومیت کا بیان ہے) جو اپنے گھروں سے بلاوجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی رح)

کفار سے اذنِ قتال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قریش کے جارحانہ اقدامات کے مقابلے میں دفاعی تدابیر اختیار کیں۔ مدینہ شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد سرایا بھیجے۔ چنانچہ سریہ حمزہ رض، سریہ عبیدہ رض بن الحارث، سریہ سعد رض بن ابی وقاص اور سریہ بدر اولیٰ وغیرہ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ غزوہ اور سریہ کا فرق یہ ہے کہ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے ہیں اور لشکرِ اسلام کی قیادت فرمائی ہے اور سریہ وہ جنگ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ نے کسی صحابی کی قیادت پر لشکرِ اسلام کو بھیجا ہے۔ عموماً سرایا چھوٹے چھوٹے دستوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ (غزوہ کی جمع غزوات ہے اور سریہ کی جمع سرایا ہے۔

قریش کا تجارتی قافلہ مدینہ منورہ پر ایک کامیاب حملہ کرنے کے لیے قریش نے جنگی تیاریاں

شروع کر دیں اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ملک شام کو ایک تجارتی قافلہ بھیجا جس میں عورتوں تک نے اپنا سرمایہ لگا دیا تاکہ اس قافلے کے تجارتی منافع کو مسلمانوں کے مقابلے میں ایک جنگی قوت مہیا کرنے پر لگایا جائے۔ اس قافلہ کے سالار ابو سفیان تھے (جو بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے تھے رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلے کی واپسی کی اطلاع ملی اور اس قافلہ نے واپس مکہ جاتے ہوئے مدینہ شریف سے ہی گزرنا تھا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ کرنے کا صحابہ کرام رضؓ کو حکم دے دیا تاکہ وہ جنگی طاقت جو مسلمانوں کے خلاف تیار کی جا رہی ہے اس کو ان کے جارحانہ اقدام سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ یہ ایک جنگی دفاعی تدبیر تھی جس کو کوئی بھی اہلِ عقل و فہم ناجائز نہیں کہہ سکتا۔

مکی زندگی میں مسلمانوں پر قریش کے بے پناہ مظالم اور پھر مدینہ منورہ میں بھی ان کو چین سے نہ بیٹھنے دینا بلکہ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ان کے مذموم عزائم کیا اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ مظلوم مسلمان اسلام کی بقا کی خاطر قریش کی جارحیت کا جواب دیں اور ظالم پنجے کو اس کے اٹھنے سے پہلے ہی توڑ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں صحابہ کرام رضؓ کا مقصد ظلم کو پھیلانا نہیں بلکہ ظلم کو مٹانا تھا اور اسلامی جہاد کا دراصل مقصد ہی یہی ہے کہ طاغوتی طاقتوں کا استیصال کر کے اللہ کے بندوں کو امن و سلامتی اور نجات و فلاح کے راستے پر چلایا جائے۔ اسی مقصد عظیم کے لیے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان نازک حالات کے تحت فوری تیاری کر کے اپنے ۳۱۳ غازیان اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔ ابو سفیان کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اقدام کی اطلاع ملی تو انہوں نے مزید کمک حاصل کرنے کے لیے اپنا قاصد مکہ روانہ کر دیا۔ قریشِ مکہ جو پہلے ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے مشتعل ہو کر ابو جہل کی قیادت میں اپنی پوری جنگی قوت کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ان کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے۔ رؤسائے قریش ہر منزل پر باری باری نو۔ دس اونٹ ذبح کرتے تھے۔

۲۔ ادھر ابو سفیان نے مسلمانوں کے حملے سے بچنے کے لیے انتہائی ہوشیاری کے ساتھ راستہ بدل دیا اور سلامتی سے نکل گئے۔ راستے میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلہ کے بچ نکلنے اور لشکرِ قریش کے آنے کا علم ہوا تو اپنے جاں بازوں سے مشورہ لیا کیونکہ مجاہدینِ اسلام کی تعداد تھوڑی تھی

اور وسائل بھی کم تھے۔ چنانچہ لشکرِ اسلام میں ستر اونٹ اور صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ اور ایک گھوڑا حضرت مقداد رضی اللہ عنہٗ کے پاس تھا۔ عالمِ اسباب کے پیشِ نظر جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مقابلہ کے لیے صحابہ کرام رض سے مشورہ لیا تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے قریش سے جنگ کرنے کے لیے پُرجوش تقریریں کیں اور حضرت مقداد رض نے (جو مہاجرینِ اوّلین میں سے ہیں) عرض کیا کہ حضورؐ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے کہا کہ "اے موسیٰ! آپ اور آپ کا خدا جا کر دشمن سے لڑیں۔ ہم تو یہاں بیٹھ کر دیکھیں گے"۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے آپ کے حکم سے جانیں قربان کریں گے۔ سرفروشوں کی ان تقریروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک اُٹھا لیکن آپ دراصل انصار کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔ انصار نے جب محسوس کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہٗ (رئیس خزرج) نے یوں تقریر کی کہ "حضورؐ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ آپ حکم دیں تو ہم سمندر میں کودنے کے لیے تیار ہیں۔ حضورؐ! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جس سے چاہیں جوڑیں اور جس سے چاہیں توڑیں۔ جس سے چاہیں صلح کریں جس سے چاہیں جنگ کریں۔ ہمیں سب کچھ منظور ہے۔" مہاجرین و انصار کے ان فداکارانہ بیانات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور قریش کے مقابلے میں جانے کا حکم دے دیا۔ حتیٰ کہ ادھر سے قریش اور ادھر سے لشکرِ اسلام بدر کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ لشکرِ قریش نے پہلے پہنچ کر جنگی لحاظ سے سخت زمین اور پانی پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر لشکرِ اسلام کو ریتلی زمین ملی اور پانی کی مقدار بھی ناکافی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میدانِ جنگ کے ایک طرف ٹیلہ پر عریش (چھپر) بنایا گیا جس میں یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رض آپؐ کی معیت میں اندر رہے اور باہر تلوار لے کر حضرت سعد رض بن معاذ آپؐ کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے رہے۔ اب اس جگہ مسجد بنا دی گئی ہے جس کا نام مسجد عریش ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو میدانِ جنگ کا جائزہ لیا اور رؤسائے کفر کے بارے میں فرمایا کہ فلاں اِس جگہ ہلاک ہو گا اور فلاں اُس جگہ اور ابوجہل کے مقامِ ہلاکت کی بھی نشان دہی فرمائی۔

دعائے نبوی

اپنے عریش (چھپر) میں رحمۃ للعالمینؐ دعائیں کرتے رہے اور یہاں تک زاری کی کہ **اللّٰھم انجزلی ما وعدتنی۔ اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض۔** (اے اللہ! تو نے مجھ سے

جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری (خالص) عبادت نہیں ہو سکے گی)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر شانِ عبدیت کا غلبہ تھا۔ آپ حق تعالیٰ کی بے نیازی کے پیشِ نظر سجدہ و دُعا میں مستغرق تھے۔ اس حال میں چادرِ مُبارک کندھے سے اُتر جاتی تھی اور حضرت صدیق اکبرؓ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پریشانی کی وجہ سے پریشان تھے۔ چادر اُٹھا کر آپؐ کے دوشِ مبارک پر ڈال دیتے تھے اور دربارِ نبوی میں عرض کر رہے تھے کہ حضورؐ! اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سَر اُٹھایا اور بشارت سُنائی کہ:
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (سورۃ القمر ع ۳ آیت ۴۵) عنقریب ان کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے)۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یارِ غار سے یہ بھی فرمایا:

(ابشر یا ابا بکر اتاك نصر الله۔ هذا جبریل .... الیٰ .... الغبار (فتح الباری جلد،)

اے ابوبکر! بشارت ہو۔ اللہ کی مدد تیرے پاس آ پہنچی ہے۔ یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور ان کے دانتوں پر غبار ہے۔"

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملائکہ (فرشتے) انسان نہیں ہوتے لیکن باذنِ خداوندی انسان کی صورت میں متمثل ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ یہ کوئی انسان ہے اور انسانی احوال ان پر دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ کے دانتوں پر غبار کا نظر آنا اسی تمثل پر مبنی ہے۔

جنگ کا آغاز

۱۷ رمضان ۲ھ جمعہ کے دن یہ عظیم معرکہ بدر پیش آیا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ شرعاً مسافر تھے اور جنگ وقتال بھی سامنے تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے نہ رکھنے کا حکم دے دیا تھا۔ بہر حال دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے جس کا ذکر حسب ذیل آیت میں ہے:

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ (آل عمران ۲۴ آیت ۱۳)۔ بے شک تمہارے

لیے بڑا نمونہ عبرت دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے۔ ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے۔ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصہ زیادہ ہیں کھُلی آنکھوں دیکھنا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں (سو) بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے (دانش) بینش والے لوگوں کو۔

ترجمہ حضرت تھانویؒ)

مبارزت اور کھلی جنگ

کھلی جنگ ہونے سے پہلے مسلمانوں کے پانی کے حوض پر قریش نے تیر برسانے شروع کر دیے تھے جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مہجعؓ تیر لگنے سے شہید ہو گئے۔ یہ معرکۂ بدر کے پہلے شہید ہیں۔ ان کے بعد پانی پینے کے موقع پر حضرت حارثہ بن سراقہؓ بھی دشمن کے تیر سے شہید ہو گئے۔ اس سلسلہ میں ایک شقی کافر اسود مخزومی حوض کو تباہ کرنے کے لیے حملہ آور ہُوا تو اسد اللہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر جب مومنین اور کافرین کے دونوں لشکر مقابلے میں آئے تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غازیانِ بدر کی صفیں درست کیں۔ آپؐ کے دستِ مبارک میں نیزہ تھا۔ ادھر ابوجہل گھوڑے پر سوار کفار کی صفیں درست کر رہا تھا۔ قریش اپنی جنگی قوت اور تعداد پہ نازاں تھے۔ قریش کا سپہ سالار عتبہ تھا جو مکّہ کا رئیس اعظم تھا۔ وہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ کارزار میں نکلا اور ھل من مبارز کی صدا بلند کی۔ یعنی اس نے للکارا کہ کوئی ہے جو ہمارے مقابلہ پر آئے۔ کفر کی اس للکار پر لشکرِ اسلام میں سے انصار کے تین غازی مقابلے میں نکلے۔ حضرت عوف بن حارث، حضرت معاذ بن حارث اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم، عتبہ نے ان کا نام و نسب دریافت کیا اور جب اس کو معلوم ہُوا کہ یہ انصار میں سے ہیں تو کہا کہ تم ہمارا جوڑ نہیں۔ ہمارا جوڑ وہ ہیں جو ہماری برادری کے ہیں۔ وہ ہمارے مقابلے پر آئیں۔ تو اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ، اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ اور دوسرے چچا زاد بھائی حضرت عبیدہؓ بن الحارث بن عبدالمطلب کو مقابلہ کے لیے میدان میں نکالا۔ اس مقابلے میں حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہؓ کے مقابلے میں عتبہ کا بھائی شیبہ تھا۔ حضرت عبیدہؓ شیبہ کی تلوار سے سخت زخمی ہو گئے۔ آپ کا پاؤں کٹ گیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا۔

اور حضرت عبیدہ رضؓ کو اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ رحمۃ للعالمین نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور ان کو شہادت کی بشارت دی۔ چنانچہ حضرت عبیدہؓ نے بدر سے واپسی پر راستہ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عبیدہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دس سال بڑے اور اصحابِ بدر میں سب سے معمّر صحابی تھے رضوان اللہ علیہم۔

جنگ کا آغاز

مبارزت کے بعد مؤمنین و مشرکین کی عام جنگ شروع ہوگئی جس میں ۱۴ اصحابۂ کرامؓ نے شہادتِ عظمیٰ کا جام نوش فرمایا جن میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصار تھے اور کفارِ قریش میں سے ستر قتل ہوئے اور ستر گرفتار کر لیے گئے۔ ان مقتولین میں ابوجہل عتبہ، شیبہ، ولید اور امیہ بن خلف وغیرہ ہیں۔ یہ وہی امیہ ہے جو حضرت بلالؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا اور جن ۱۴ رؤسائے قریش نے مکہ کے دارالندوہ میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کیا تھا ان میں سے گیارہ سردارانِ قریش مارے گئے اور تین بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا تھا لیکن بعد میں وہ عذاب کے پھوڑا سے ہلاک ہُوا اور اس کے بدن میں اس قدر بدبو پھیل گئی کہ اس کی میت مکان سے باہر نہ نکال سکے اور وہاں ہی زمین میں گاڑ دیا گیا۔ ابوجہل کو معاذ اور معوذ دو انصاری بھائیوں نے قتل کیا اور وہ اور دوسرے روسار کی لاشیں اسی جگہ ملیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی فرمائی تھی۔ ابوجہل کی لاش جب ملی تو وہ ابھی جاں بلب تھا۔ حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود نے ابوجہل کو قتل کرنے کے لیے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو اُس نے گھُور کر کہا کہ اے بکری چرانے والے تو کہاں پاؤں رکھتا ہے۔ پھر کہا کہ تم نے قتل تو کرنا ہے لیکن میرا سر شانہ سے اُتارنا تاکہ قریش کے تمام مقتولوں میں میری گردن بلند نظر آئے۔ اور ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ آج تمہاری عداوت اور بغض میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ ہے (العیاذ باللہ) حضرت ابن مسعودؓ ابوجہل کا سر کاٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور اس کا پیغام بھی سنایا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری امّت کا فرعون ہے جو حضرت موسیٰؑ کے فرعون سے بھی سخت تھا۔ فرعونِ موسیٰ نے تو مرتے وقت توبہ کی (جو قبول نہ ہوئی) لیکن اس نے تو بجائے توبہ کے اور بھی تکبر کا اظہار کیا ہے۔ مقتولین قریش میں سے ۲۴ رؤسائے قریش کی لاشیں ایک گندے کنوئیں میں ڈال

دی گئیں اور باقیوں کو دوسری جگہ گاڑ دیا گیا۔ یہ ہے کفار و مشرکین کا انجام کہ قادرِ مطلق نے حسبِ وعدہ ان کی جڑ ہی کاٹ دی اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جہاد حقیقتاً ایک بڑی رحمت ثابت ہوا کہ طاغوتی رکاوٹیں ہٹا دی گئیں اور توحید رسالت کے انوار اطرافِ عالم میں پھیل گئے۔

اسیرانِ بدر

ستر اسیرانِ بدر میں سے صرف عقبہ بن ابی معیط اور نضیر بن حارث کو قتل کر دیا گیا۔ اسیران بدر میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضؓ اور حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کے بھائی (حضرت) عقیل بن ابی طالب بھی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی تھے (جو بنتِ رسول حضرت زینب رضؓ کے شوہر تھے۔ مگر یہ تینوں بعد میں مسلمان ہو گئے رضی اللہ عنہم۔

یہ جنگ کفر و اسلام کی اصولی جنگ تھی۔ اسلام کی بنا پر برادریاں تقسیم ہو گئی تھیں۔ جو قریشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے وہ لشکرِ اسلام میں اور جن کو اس وقت تک ایمان نہیں نصیب ہوا تھا وہ لشکر کفر میں شریک تھے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی خاطر برادری اور وطن کے تمام بُت پاش پاش کر دیے تھے۔ جہاں حضرت علی رضؓ غازیانِ بدر میں شامل تھے اور تلوار زنی کے جوہر دکھا رہے تھے وہاں آپ کے بھائی عقیل دشمنوں کی صفوں میں تھے۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آنحضرت کے مشیر و وزیر تھے تو وہیں جنگِ بدر میں آپ رضؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن آپ کے مقابلے میں تھے۔ جہاں حضرت عمر فاروق رضؓ جاں نثارانِ اسلام میں پیش پیش تھے وہاں آپ کا ماموں ابوجہل کے لشکر میں تھا اور دورانِ جنگ فاروقِ اعظم رضؓ نے خونی برادری سے بالاتر ہو کر اپنے ماموں کو قتل کر دیا تھا۔ یہی ہیں وہ معیّت محمدیؐ کے فیض یافتہ اصحاب رضؓ جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (سورہ فتح آخری رکوع) وہ کفار کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

کفارِ قریش کا جو مال و سامان ہاتھ لگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غازیانِ بدر پر تقسیم کر دیا اور مالِ غنیمت میں سے حضرت عثمان رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ وغیرہ آٹھ صحابہ کو بھی حصہ دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دوسری ڈیوٹیوں میں مصروف رہے اور جنگ میں شریک نہیں ہو سکے۔ چنانچہ حضرت طلحہ رضؓ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے تحت شام کی طرف گئے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں چونکہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اس لیے آپ حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ آئے تھے اور جب غازیانِ بدر فتح اسلام کا پھریرا اڑاتے ہوئے واپس مدینہ پہنچے تو اُس وقت حضرت عثمانؓ، حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نصرتِ خداوندی کا عظیم الشان ظہور

سورۃ الحج کی آیت میں جب پہلی بار صحابۂ کرامؓ کو کفار سے جہاد و قتال کا حکم دیا گیا تو اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ:

وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْر (اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری قدرت رکھتا ہے)

چنانچہ غزوۂ بدر میں قادرِ مطلق نے اپنا وعدہ نصرت پورا کر کے دکھا دیا۔ حالانکہ عالمِ اسباب میں صحابۂ کرامؓ اپنی تعداد اور جنگی قوت کے لحاظ سے کفار کے مقابلہ میں بہت کمزور تھے۔ اس وقت کی جنگیں نہ ہوائی جنگیں تھیں اور نہ ایٹمی ہتھیاروں کی بلکہ قوتِ بازو اور ہمت و شجاعت کی جنگیں تھیں۔ ۳۱۳ کے مقابلہ میں ایک ہزار جنگجو بہادر تھے جن میں بڑے بڑے تلوار زن اور تیر آزما تھے اور ان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ موت اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور ان کے ستر ناموروں کو ان مظلوم صحابہؓ کے ہاتھوں بدر کے مقام پر موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا اور ان کی متعفن لاشیں یوں گندے کنوئیں میں ڈال دی جائیں گی لیکن یہ اُس قدیر و علیم خدا کی نصرت کا کرشمہ ہے جس نے حبشہ کے ابرہہ کے مست ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیل کے ذریعہ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْل۔ جانوروں کے کھائے ہوئے بھُوسے کی طرح کچل کر کے رکھ دیا تھا۔ اُس نے قریش کے پیل تنوں کو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپا کر نیست و نابود کر دیا۔ یہ وہی اصحابؓ بدر ہیں جن کی نصرت کے لیے آسمانوں سے فرشتوں کی فوجیں بھی نازل ہوئیں۔ حقیقت میں تو قدرتِ خداوندی کام کر رہی تھی لیکن بظاہر اصحابِ بدر تھے جو محض آلۂ کارِ خداوندی تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (سورۃ الانفال آیتؑ)

سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے (بے شک) ان کو قتل کیا اور آپؐ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

غزوۂ بدر اور حادثۂ کربلا

جنگِ بدر پرچمِ نبویؐ کے سایہ میں ۳۱۳ اصحابؓ نے لڑی ہے۔ یہ خالص اسلام و کفر کا معرکہ تھا۔ اعزازی طور پر اصحابِ بدر کی نصرت کے لیے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ فرشتوں نے باذن اللہ اصحابؓ کی اتباع میں کفار کو

قتل بھی کیا۔ قرآن و حدیث میں اصحابِ بدر کو قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص دُعا کے پیشِ نظر اصحابِ بدر توحید خداوندی کی تبلیغ وتحفظ کا ایک ذریعہ تھے۔ جنگِ بدر کی تفصیلات قرآن میں مذکور ہیں اور حادثہ کربلا ۱۰ محرم ۶۱ھ میں پیش آیا۔ کربلا کے قائد نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ تھے جو اپنے ۷۲ جاں نثاروں سمیت معرکہ کربلا میں شہید ہو گئے۔ بیشک یہ اپنے دَور کی بڑی مظلومانہ شہادت ہے لیکن امّت کی زبوں حالی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ۱۰ محرم کو کربلا کی یادگاریں تو ہر جگہ منائی جاتی ہیں۔ شیعوں کی ماتمی مجالس اور ماتمی جلوسوں کا ملک میں ایک طوفان ہوتا ہے۔ شیعوں کے نزدیک تو گویا تاریخ بنی آدم میں ایک کربلا ہی ہے جس کے مقابلے میں اور کسی اسلامی جنگ کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے لیکن اہلسنّت والجماعت کی غفلت کا بھی یہ حال ہے کہ وہ بھی عمومًا کربلا ہی کو ایک مخصوص معرکہ سمجھتے ہیں۔ ماتمیوں کے پروپیگنڈے کے تحت ناواقف اہلسنّت بھی ماتمی مجالس کے سننے کو ثواب سمجھتے ہیں۔ سوگ مناتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہر سال محرّم میں حکومتی سطح پر بھی شہیدانِ کربلا کو خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی کے پروگراموں کی وجہ سے تو گویا سارا پاکستان امام باڑہ نظر آتا ہے لیکن ہر سال رمضان آتا ہے۔ ۱۷ رمضان کی تاریخ بھی گذر جاتی ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے حکومت کی طرف سے کسی سطح پر بھی قرآن کے اصحابِ بدر کو خراجِ عقیدت نہیں پیش کیا گیا۔ سنّی سربراہان مملکت نے بھی کبھی اصحابِ بدر کو یاد نہیں کیا۔ حتیٰ کہ صدر ضیاء الحق مرحوم محرم میں شہیدانِ کربلا کو تو خراجِ تحسین پیش کر دیتے تھے لیکن کبھی بھی اصحابِ بدر کو حکومتی سطح پر یاد نہیں کیا۔ سیاست دان اور حکمرانوں کو تو اقتدار کی رسّہ کشی سے کبھی فرصت نہیں ملتی لیکن عمومًا علمائے کرام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ غزوۂ بدر کو اپنی تقاریر کا خصوصی موضوع نہیں بناتے اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ۔ البتہ ماہ رمضان میں بعض اخبارات میں غزوۂ بدر پر اکّے دُکّے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے سُنّی قوم اصحابِ بدر سے اپنی عقیدت اور وفا کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرتی اور دینی مدارس میں بھی گو ترجمہ اور درسِ قرآن کے سلسلہ میں سورۃ انفال کی آیات بھی آتی ہیں لیکن اساتذہ طلباء کے ذہن میں غزوۂ بدر کی اہمیت کا کوئی نقش نہیں بٹھاتے۔ یہ کتنی بڑی ناشکری ہے کہ وہ اصحابِ بدر جو ارادۃ الٰہی کے ظہور کے لیے بطور جارحہ کام آئے ہیں ان کو اس طرح نظر انداز کر دیا جائے گویا کہ یہ کوئی اسلام وکفر کا معرکہ ہی نہیں تھا۔ الحمدللہ چند سالوں سے راقم الحروف کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ رمضان المبارک کے

آخری جمعہ پر مدنی جامع مسجد میں قرآنی آیات کی روشنی میں غزوۂ بدر کی تفصیلات بیان کیا کرتا ہوں اور محرم کے دنوں میں غزوۂ احد اور شہدائے احد کے سلسلہ میں سورۂ آل عمران کی آیات کی بھی جمعہ کے موقع پر تشریح کی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کربلا ہو یا کوئی اور حق و باطل کی جنگ کسی کو بھی وہ فضیلت حاصل نہیں ہے جو ان اسلامی جنگوں کو حاصل ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں لڑی گئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دوسری قسط میں قرآنی آیات سے اصحابِ بدر کی خصوصیات ثابت کی جائے گی اور یہ بات بھی زیرِ بحث آئے گی کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قریش کے قافلے کے تعاقب کے لیے نکلے تھے یا شروع ہی سے ابوجہل کے لشکر قریش سے جنگ کرنے کا ارادہ تھا۔ اس میں جمہور محققین کے خلاف علامہ شبلی نعمانی رح کا موقف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہی قریش سے جنگ کرنے کے ارادے سے نکلے تھے اور ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے بھی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں مولانا شبلی مرحوم کے ہی مؤقف کی تقلید کی ہے۔

خادم اہلسنّت مظہر حسین غفرلہٗ

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب برپا کیا

یشیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

اصل بات تو یہ ہے کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوست اور دشمن عموماً سارے جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی اور بعد از اسلام ان ہی لوگوں میں کیا جوہر نمودار ہو گئے تھے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ خوابیدہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کا نقشہ دکھایا جائے کہ ان مدعیانِ اسلام میں اسلام نے کیا رنگ پیدا کر دیا تھا اور تمہارا اسلام وہ رنگ نہیں لا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام نقلی ہے۔ اگر اصلی نافۂ آہو ہوتا تو سارا گھر خوشبو سے مہک جاتا لیکن یہ بجائے خونِ آہو کے خونِ خرگوش ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں۔ البتہ شکل نافۂ آہو موجود ہے

فہرستِ اصلاحاتِ انقلابِ اسلامی

تعلق باللہ

تعلق باللہ ان کا یہ تھا (۱) تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ایک خدائے قدوس کے غلام بن گئے تھے۔ (۲) ماسوی اللہ کا رعب دلوں سے نکال کر ایک خدا تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ (۳) ہر لمحہ زندگی میں رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھتے تھے۔ (۴) شعائر اللہ (یعنی کتاب اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیت اللہ وغیرہ) کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔

تعلق بالناس

تعلق بالناس ان کا یہ تھا (۱) خدا تعالیٰ کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے (۲) والدین کے متعلقین کی عزت فرض سمجھتے تھے۔

(۳) خلق اللہ پر رأفت و رحمت ان کا مایہ ناز تھا (۴) مظلوم کی مدد ان کا شیوہ تھا (۵) حاکم بن کر محکوم کی خدمت کو عزت سمجھتے تھے (۶) انسانوں پر آقا بن کر حکومت نہیں کرتے تھے بلکہ خدا تعالیٰ کا غلام بن کر حکمرانی کرتے تھے۔

بعد از اسلام صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی طرز معاشرت

(۱) سادگی ان کا شعار تھا (۲) سپاہ گری ان کا فن تھا (۳) سخاوت ان کا لباس تھا (۴) شجاعت ان کا دل تھا (۵) تواضع ان کا تاج تھا (۶) غیرت ان کی آنکھیں تھیں (۷) ہمت ان کا انجن تھا (۸) امدادِ الٰہی ان کا سٹیم تھا (۹) حمیت اسلامی ان کا وجود تھا۔

لیکن افسوس کہ ع آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۔ إِنَّ فِي هٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِيْنَ ۔ (ماخوذ از رسالہ ضرورۃ القرآن ۱۹۵۵ء مطبوعہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور)

فیضانِ رسالت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کرام

شیخ المشائخ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ نے ایک مجلسِ ذکر میں ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام ایسے پاک ہو گئے کہ ان کی نظیر نہ دنیا کی آنکھوں نے پہلے دیکھی تھی نہ بعد میں دیکھی تھی نہ بعد میں دیکھی جائے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ اَللہ ھُوْ کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا اثر سے ان کے اندر ایسی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی کہ بعد میں ریاضت سے بھی ایسی صلاحیت کسی میں آج تک پیدا نہیں ہوئی۔ ان کی اس صلاحیت کی تعریفیں آسمان سے ہوئیں۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ (پ۵۔ سورۃ النساء رکوع ۱۷)۔ اور جو کوئی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے بعد اس کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)۔

کمال دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کو حضور کے ساتھ مساوی درجہ میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اس آیت میں المومنین کے مصداق صحابہ رضی اللہ عنہم کرام ہی ہیں۔ حضور تو پیغمبر ہیں۔ معلوم ہوا صحابۂ کرام بین حضور کے نقش قدم

پرجارہے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ہمارے لیے نمونہ بنادیا۔ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کرام کی تنقیص کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

صحابہؓ کرام نے کلمہ تو حضورؐ سے پڑھا تھا۔ آپؐ کی برکت ہی سے ان کو ایمان اور اسلام نصیب ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیاری بنادیا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں کے لیے فرماتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ دیں گے کیونکہ دین میں زبردستی نہیں ہے لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے) لیکن ان کی مخالفت کرکے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس کو جنت میں بھیجا جائے گا یعنی اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۔صحابہؓ کرام نے قلبی، سرّی اور روحی وظیفے کبھی نہیں کیے تھے۔

صدیق اکبرؓ کی شان

غارِ حرا میں جب صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت رفاقت آپؓ کو نصیب تھی اور وہاں آپؓ کے پاؤں میں کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً لعاب مبارک لگایا جس سے فوراً آپ کو آرام ہو گیا۔ یہ واقعہ اگرچہ معجزاتِ نبویؐ کی فہرست کا ہے لیکن اس کا مصداق بہرحال حضرت صدیق اکبرؓ کی ذات گرامی ہے اس لیے آپؓ کی عظمت و بزرگی کے ذیل میں یہ واقعہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس ایک واقعہ پر اگر زندگیاں قربان کردی جائیں تو حق ادا نہ ہو۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

ان کو ان کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جب آفتابِ رسالتؐ اپنی کرنوں سے جہان کو روشن کررہا تھا تو کسی کو اپنا چراغ جلانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ وظیفے تو سورج غروب ہونے کے بعد اپنا چراغ جلانے کے مصداق ہیں۔ ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ موجود تھے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآية (پ۲۱۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۳) "البتہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے۔" اللہ تعالیٰ صحابہؓ کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ ان کو ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح سورج کے غروب ہوجانے کے بعد جو شخص بھی اپنا چراغ نہ جلائے گا وہ کسی کنوئیں یا گڑھے میں گر کر ہلاک ہوجائے گا۔ اسی طرح اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص ذکر الٰہی کی کثرت سے شغف نہیں

پائے گا خطرہ ہے کہ اندرونی امراض روحانی کے باعث گمراہی کے کسی گڑھے میں جا گرے ۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتابِ رسالت نکلا ہوا تھا۔ آپؐ کی صحبتِ بابرکت میں جو پہنچ گیا وہ رنگا گیا۔
صحابہؓ کرام ایسے رنگے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارے لیے نمونہ بنا دیا۔ ان کو صوفیائے کرام کے اذکار
(قلبی ۔ روحی ۔ سرّی ۔ نفسی) کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل
کرتا ہوں ۔ عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال فقال ان یخرج
وانا فیکم وانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج لنفسہ۔ الحدیث)
(رواہ مسلم ۔ باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال)۔ نواس بن سمعان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر دجّال خروج کرے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں
تو میں اس سے تمہارے سامنے بحث و گفتگو کروں گا (اور اس پر غالب آؤں گا) اور اگر وہ اس وقت
نکلے جبکہ میں تم میں موجود نہ ہوں تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے بحث و گفتگو کرنے والا ہو گا۔

یا ساریۃ الجبل حضرت عمر فاروق رضؓ کے دَورِ خلافت میں ایک روز فاروق اعظمؓ خطبۂ جمعہ
دے رہے تھے کہ اچانک خلافِ معمول دو تین مرتبہ آپؓ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ یاساریۃ
الجبل۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے دریافت کیا کہ دورانِ خطبہ یہ بے ربط جملہ فرمانے کی
کیا وجہ تھی؟ فاروقِ اعظمؓ نے جواب دیا عراق میں نہاوند کے مقام پر حضرت ساریہؓ کی سرکردگی
میں جو سپاہِ اسلامی مصروفِ جنگ ہے میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے سے بھی لشکرِ کفار آرہا ہے
اور پہاڑ کے پیچھے سے بھی اور پیچھے سے آنے والے لشکر کی حضرت ساریہؓ اور آپ کے ساتھیوں
کو مطلق خبر نہیں ہے۔ میں نے یہ دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور بے ساختہ میری زبان سے یاساریۃ
الجبل نکلا۔ کچھ دنوں بعد عراق سے جب حضرت ساریہؓ کا قاصد آیا تو اس نے تصدیق کی کہ ہم لوگوں
نے دورانِ جنگ اچانک حضرت فاروق اعظمؓ کی آواز سُنی اور سنبھل گئے اور پہاڑ پر چڑھ کر
دشمن کی مدافعت کی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی ۔

قوّتِ ایماں میں پنہاں رازِ تسخیرِ جہاں یہ وہ نکتہ ہے جسے سمجھے ہیں اربابِ نظر

(یعنی اس کی بُرائیوں کو رفع کرنے والا اور اپنے آپ کو اس سے بچانے والا)۔ اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے ہر امتی کو اپنی فکر آپ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سنیئے۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ النَّاسِ قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یجیئ قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ و یمینہ شھادتہ (متفق علیہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین لوگوں کا میرا قرن (زمانہ) ہے پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اور اس کے بعد وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے:" یعنی بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہ) پھر ان کے بعد کے لوگ (تابعین) اور پھر ان کے بعد لوگ (تبع تابعین) اور اس کے بعد کا زمانہ اعتبار کے قابل نہیں۔ آپؐ کے زمانہ مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کرام ہیں۔ صحابی وہی ہے جو آپؐ کی صحبت سے مستفیض ہوا اور آپؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہترین زمانہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کو حضورؐ کے ساتھ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لیے نمونہ بنا دیا گیا۔ اس کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کے زمانہ کا آپؐ نے ذکر فرمایا۔ ہم تو بعد کے فتنہ والے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اب تو کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی استعداد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ میرا تعلق قادریہ خاندان سے ہے لیکن میں صوفیائے کرام کے چار طریقوں کو ٹھیک سمجھتا ہوں اور سب کی عزت کرتا ہوں۔ آپ سے بھی یہی عرض کروں گا کہ آپ بھی سب سے محبت رکھیے۔ چاروں طریقوں کا مقصد وصول الی اللہ ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو باطن میں ایک چراغ جلتا ہے۔ الخ (ماخوذ از مجلسِ ذکر ۸ ۲ اگست ۱۹۵۸ء)

حق کا تھرمامیٹر

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے انکارِ ختمِ نبوّت اور انکارِ حدیث وغیرہ فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ ایمان کو بچانے کا طریقہ بھی عرض کر دوں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۵) اور سچوں کے ساتھ رہو) دوسری جگہ آتا ہے۔ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ (سورۃ بقرہ رکوع ۵) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) جو بکری یا بھیڑ ریوڑ میں رہتی وہ گڈریا کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے وہ گڈریا کی حفاظت سے نکل جاتی ہے اور بھیڑیا اس کو شکار کر لیتا ہے۔ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے۔ وہی شخص اپنا ایمان بچا سکتا ہے جو حق پرست جماعت

سے وابستہ رہے گا۔ حق پرست جماعت کی علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمادی۔۔۔ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیل نفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ وَتفترّق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاَّ مِلَّۃً وَّاحدۃ قالوا مَنْ ھِیَ یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف) اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر (۷۲) فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں منقسم ہوگی جس میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے اصحاب)۔ ما انا علیہ واصحابی حق کا تھرما میٹر ہے۔ اس پر ہر جماعت کو پرکھ لیا جائے۔ جس جماعت میں یہ رنگ ہو اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ جو ما انا علیہ واصحابی سے ٹکرائے اس میں کوئی حرج نہیں الخ

(مجلسِ ذکر ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء)

****

تُو ہر ایک رنگ میں ہے عیاں تری شان جلّ جلالہٗ
تری قدرتوں کے ہیں سب نشاں تری شان جلّ جلالہٗ

تُو رحیم ہے تُو کریم ہے تری شان سب سے قدیم ہے
تری شان مجھ سے ہو کیا بیاں تری شان جلّ جلالہٗ

ہو کوئی مقام کوئی زمیں ترا حکم چلتا ہے ہر کہیں
تُو ہے سب زمانوں کا حکمراں تری شان جلّ جلالہٗ

ترا ذکر ہو مری زندگی، ہو اسی سے رُوح میں روشنی
رہے تری حمد سے تر زباں تری شان جلّ جلالہٗ

میں اسیرِ رنج و ملال ہوں، غم زندگی سے نڈھال ہوں
مرے اشک ہیں مرے ترجماں تری شان جلّ جلالہٗ

ہے جہاں کو تیرا ہی آسرا، ہو وہ بادشاہ کہ بینوا
ترا آستاں ہے کرم نشاں تری شان جلّ جلالہٗ

ترا نور سارے جہاں پہ ہے ترا لطف کون و مکاں پہ ہے
تری ذات سب پہ ہے مہرباں تری شان جلّ جلالہٗ

تری یاد وجہِ قرار ہو، یہی زندگی کی بہار ہو
نہ ہو اس چمن میں کبھی خزاں تری شان جلّ جلالہٗ

ہے غریب حافظِ خستہ جاں، اسے رنج و غم سے ملے اماں
ہے ترے کرم سے وہ نغمہ خواں تری شان جلّ جلالہٗ

حافظ لدھیانویؒ

مکاتیب نبویؐ (قسط دوم)

مکتوب نبویؐ بنام قیصر روم

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

حضرت مولانا سید محبوب صاحب رضویؒ لکھتے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی سیاسی قوتوں کے دو بڑے مرکز تھے۔ جزیرہ نمائے عرب کے مشرق میں خلیج فارس کے ساحل پر ایرانی حکومت قائم تھی۔ اس کا رقبہ فرغانہ وافغانستان سے لے کر یمن تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ اس وقت ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت اور ایک عظیم الشان تہذیب کا گہوارہ تھی اور مغرب میں بحر احمر کے کناروں سے لے کر بحر اسود تک وہ سلطنت پھیلی ہوئی تھی جو تاریخ میں روم (بازنطین) کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں حکومتوں کی سرحدیں عرب کے شمال میں عراق کے مشہور دریاؤں دجلہ وفرات پر آکر ملتی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کی طاقت ور ترین سلطنتیں تھیں۔ اپنے جاہ وجلال اور قوت وسطوت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے زیادہ پرشوکت وعظمت حکومتیں سمجھی جاتی تھیں۔

روم اس زمانہ میں اٹلی کے دارالسلطنت کا نام ہے۔ عرب بازنطین (BYZANTIN) کو روم کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ چوتھی صدی عیسوی کے اوائل میں بازنطین کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس کے مشرقی علاقے میں جو ایشیائے کوچک، مصر، شام اور فلسطین وغیرہ ممالک پر مشتمل تھا۔ کونسٹنٹائن نے ۳۲۶ھ میں آبنائے باسفورس کے کنارے پر ایک شہر آباد کیا جس کا نام کونسٹنٹائن (CONSTANTIN) رکھا جو اب قسطنطنیہ یا استنبول کہلاتا ہے۔ مغربی حصے کا دارالسلطنت بدستور روم رہا۔ اسلامی تاریخوں میں روم سے مراد رومی شہنشاہیت کا مشرقی حصہ ہے۔ روم کا شہنشاہ قیصر کہلاتا تھا (CAESAR) مؤرخ ایڈورڈ گبن (EDWARD GIBBON) کے بیان کے مطابق یہ اپنے وقت کی مہذب ترین سلطنت تھی۔ قیصرِ روم کو سیاسی اقتدار کے ساتھ مذہبی قیادت بھی حاصل تھی۔

آفتابِ رسالت کے طلوع پر چند سال گذرے تھے کہ ۶۱۳ء میں خسرو پرویز شاہ ایران نے رومی سلطنت پر ایک بھرپور حملہ کیا اور عراق، شام اور مصر کو فتح کرتا ہوا ایشیائے کوچک میں داخل ہو گیا۔ ہرقل (HERCLIUS) (۶۱۰ء - ۶۴۱ء) قیصرِ روم اس سیلاب کو نہ روک سکا۔ ۶۱۷ء تک روم کے تمام مشرقی صوبوں پر ایران کا قبضہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایرانیوں کے محاصرے سے خود روم کا مشرقی دارالحکومت قسطنطنیہ خطرے میں پڑ گیا۔ آتش پرست ایرانیوں نے رومی علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد مسیحیت کو مٹانے کے لیے شدید ترین مظالم شروع کر دیے۔ عیسائیوں کے مذہبی شعائر کی توہین کی گئی، گرجاؤں کو مسمار کر دیا گیا اور ان کی جگہ آتشکدے تعمیر کیے گئے۔ مقدس صلیب کی وہ لکڑی جس کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اس پر مسیح نے جان دی تھی بیت المقدس سے نکال کر ایران کے پایۂ تخت مدائن پہنچا دی گئی ۔ اس وقت خسرو پرویز کی نخوت و غرور کا عجیب عالم تھا۔ اس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو خسرو پرویز نے بیت المقدس سے ہرقل کو لکھا تھا: "سب خداؤں سے بڑے خدا۔ تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینے

سیرت سازی سب سے مقدم

اسلام میں بدر کا معرکہ جو ۳۱۳ مسلمانوں کا کارنامہ ہے ہر وقت پیدا کیا جا سکتا ہے مگر بدر کے وقوع کے لیے ۱۳ برس کے انتظار کی ضرورت پیش آئی اور جب تک ٹھوک بجا کر آزمائشوں کی آگ میں تپا کر ان کو دیکھ نہیں لیا گیا۔ ان کو معرکوں میں نہیں لایا گیا۔ اس سے اندازہ ہو گا کہ جماعتوں کی تعمیر صرف ضد اور ہٹ اور سب و شتم اور طعن و طنز اور شور و غل اور مختلف نعروں کے شعر پڑھنے اور چیخنے سے نہیں ہوتی بلکہ مقصد کی بلندی، مقصد سے عشق نما وابستگی اس کے حصول و بقا کے لیے اعلیٰ اخلاق، پختہ سیرت اور مضبوط کیریکٹر پیدا کرنا ضروری ہے ۔ تاریخ میں اس کی بکثرت مثالیں ہیں کہ جماعت نے اپنے وحشیانہ جوش اور شجاعت سے کسی مقصد کو حاصل کر لیا لیکن چونکہ اس کی بقا کے لیے جو اخلاق اور کیریکٹر چاہیئے ان کے نہ ہونے سے وہ مقصد ان کے ہاتھوں سے بہت جلد کھو گیا۔

مولانا سید سلیمان ندوی

اور بے شعور بندے ہرقل کے نام۔

تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے خدا پہ بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے خدا نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچالیا۔ میں اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک تو اپنے صلیبی خدا کو چھوڑ کر آتش پرستی اختیار نہیں کرے گا۔"

(The History of the Decline and Fall of the Roman Empire Vol. II P. 788)

ایک طرف تو یہ واقعات ہو رہے تھے اور دوسری طرف مکہ کی سرزمین مسلمانوں پہ تنگ سے تنگ تر ہو رہی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ۶۱۵ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبش میں پناہ لینی پڑی تھی اور مکہ میں بچے کھچے مسلمان شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ قریش نے یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے تمام خاندان کو محصور کرکے تباہ کردیا جائے۔ چنانچہ قریش کے تمام قبائل نے ایک معاہدہ کیا کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے نہ قرابت کرے اور نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ یہ معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا گیا۔ جب مکہ میں رومیوں کی مغلوبیت کی خبر پہنچی تو قریش نے خوب خوشی منائی۔ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ایران کے آتش پرست فتح پا رہے ہیں اور تمہاری طرح سے وحی و رسالت ماننے والے عیسائی شکست پر شکست کھاتے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک دن ہم بھی تمہیں اور تمہارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے۔

خسرو پرویز کی فتح ایسی فیصلہ کن تھی اور قیصر ہرقل کی شکست ایسی فاش تھی کہ مستقبل میں رومیوں کے سنبھلنے کا دُور دُور تک کوئی امکان نظر نہ آتا تھا۔ اسی طرح مسلمان انتہائی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں مبتلا تھے۔ قریش نے ان کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کرکے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ عین اس نازک ترین اور مایوس کن موقع پر قرآن حکیم نے مسلمانوں کی دل جوئی کے لیے یہ محیّرالعقول اعلان کیا:

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۝ (سورہ الروم ع ۱)

رومی قریب کے ملک میں مغلوب ہو گئے مگر مغلوب ہونے کے بعد چند سال میں وہ پھر

غالب آ جائیں گے۔ پہلے اور پیچھے سب اختیار خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس دن مسلمان خوش ہوں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہ غالب اور مہربان ہے۔ خدا کا وعدہ ہے۔ خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

ذکرِ عمرؓ، ذکرِ صدیقؓ، نامِ علیؓ، نامِ عثمانؓ
ان چاروں اصحابِ نبیؐ سے میرا گہرا ناطہ ہے
یہ ہیں سورج چاند ستارے، عرشِ نبیؐ کے راج دُلارے
ان کے نُور سے روشن ہر انساں کا دل ہو جاتا ہے
آزاد شیرازی

قرآن حکیم نے اس پیشگوئی میں دو باتیں کی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ رومی چند سال میں غالب آ جائیں گے۔ دوسری خبر یہ دی گئی ہے کہ خود مسلمانوں کو بھی اس وقت خدا کی مدد سے خوشی نصیب ہوگی۔ تاریخ زوال روما کا مصنف ایڈورڈ گبن لکھتا ہے کہ: جب یہ پیشن گوئی کی گئی تو کوئی بھی پیشگی خبر بعید از وقوع نہیں ہوسکی تھی"۔ یہ تو ایک عیسائی مؤرخ کا تاثر ہے خود مسلمان اپنی کمزوری اور بے بسی کے جس نازک دَور سے گزر رہے تھے اس میں ان کے پنپنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔ ایسی حیرت انگیز پیشگوئی پر عربوں کا خاموش رہنا غیر ممکن تھا۔ چنانچہ اُبی بن خلف نے علانیہ طور پر دعوے کے ساتھ اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ واقعات کی رفتار اس کے صریح خلاف ہے"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جن کی قوتِ ایمانی غیر متزلزل اور پہاڑ کی طرح مضبوط تھی ابی بن خلف سے شرط لگائی کہ اگر رومی ایران پر غالب آئے تو ایک سو اونٹ وہ اُبی کو دیں گے بصورت دیگر اُبی ایک سو اونٹ صدیق اکبرؓ کو دے گا۔" اس شرط کے چند سال بعد ۶۲۲ء میں اِدھر تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی اور اُدھر قیصرِ روم قسطنطنیہ کے ایرانی محاصرے سے نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ ہرقل جس کو پے در پے شکستوں نے اتنا مایوس کر دیا تھا کہ وہ قسطنطنیہ سے فرار ہوکر افریقہ جانے کی تیاری کر رہا تھا، دفعتاً اس کے ارادے میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ گبن لکھتا ہے:

"وہی ہرقل جس کی ہمت پست ہو چکی تھی اور جس کا دماغ اس سے پہلے کچھ کام نہیں کرتا تھا اب اس نے ایک نہایت کامیاب منصوبہ بنایا۔ ۶۲۲ء میں جب ہرقل اپنی فوجیں لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہُوا تو لوگوں نے سمجھا کہ دنیا رومن ایمپائر کا آخری لشکر دیکھ رہی ہے۔ تاریخ کے نمایاں کرداروں میں سے ایک غیر معمولی کردار وہ ہے جو ہم ہرقل کے اندر دیکھتے

ہیں ۔ ہرقل جانتا تھا کہ ایرانیوں کی بحری طاقت کمزور ہے ۔ اس نے اپنے بحری بیڑے کو پشت سے ایران پر حملے کے لیے تیار کیا۔ اس نے اپنی فوجیں بحرِ اسود کے راستے سے گزار کر آرمینیا میں اُتار دیں اور وہاں سے ایران پر ایک بھرپور حملہ کیا ۔ ایرانی اس غیر متوقع حملے سے گھبرا گئے اور ان کے قدم اکھڑ گئے ۔ ہرقل نے دوسرے سال آذربائیجان میں گھس کر ایرانیوں کے سب سے بڑے آتشکدے کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔ خداوندِ عالم کی قدرت کا کرشمہ دیکھیئے۔ اس زمانے ۲ ہجری (۶۲۴ء) میں مسلمانوں کو بدر کے مقام پر قریش کے مقابلے میں پہلی بار عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اور اس طرح قرآن کریم کی دونوں پیشگوئیاں، جو شروع میں بہت ہی بعید از وقوع معلوم ہوتی تھیں، دس سال کے اندر اندر بیک وقت پوری ہوگئیں۔ قیصرِ روم ایران پر اس قدر شاندار فتح کی خوشی میں اپنے پایۂ تخت قسطنطنیہ سے پا پیادہ زیارت کے لیے بیت المقدس (JERUSALEM) آیا ہُوا تھا۔ طمطراق اور شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ راستے میں جہاں قدم رکھتا زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے جاتے تھے۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص۸۵ء)

روم اور فارس کے دربار بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت کے دربار تھے ۔ امرائے سلطنت افسرانِ فوج اور خدم و حشم کی کثرت بڑی مرعوب کن ہوتی تھی ۔ بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کرنا لازمی تھا ۔ بارگاہِ نبوّت کے سفیر حضرت دِحیہؓ بن خلیفہ کلبی فرمانِ رسالت لے کر جب بیت المقدس پہنچے تو لوگوں نے ان کو بتایا کہ جب قیصر کے سامنے پہنچو تو تختِ شاہی کے قریب جاکر سجدہ کرنا ۔ دربارِ شاہی کا یہی دستور ہے ۔" حضرت دِحیہؓ نے جواب دیا کہ " ہم مسلمان ہیں ۔ ہمارا مذہب خدا کی ذات مقدس کے سوا کسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ مجھ سے یہ ہرگز نہ ہوسکے گا ۔" قیصر کے سامنے جب نامۂ مبارک پیش ہُوا تو اس نے حکم دیا کہ : عرب کا اگر کوئی شخص مل سکے تو لایا جائے ۔" اتفاق سے بیت المقدس کے قریب غزہ[1] میں قریش مکہ کے تاجروں کا ایک قافلہ مقیم تھا ۔ امیرِ قافلہ ابو سفیان تھے جو ابھی

---

[1] غزہ جزیرہ نمائے سینا میں فلسطین اور مصر کا سرحدی مقام ہے ۔ یہ فلسطین کے جنوب اور بحرِ روم کے مشرق میں واقع ہے ۔ یہ ایک قدیم تاریخی شہر ہے ۔ پندرہ سو سال قبل مسیح میں (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ اسلام نہ لائے تھے۔ قیصر کے آدمی جاکر قافلے کے لوگوں کو لے آئے۔ قیصر نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ دربار منعقد کیا اور اہلِ عرب کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ: تم لوگوں میں کوئی شخص اس مدعی نبوت کا رشتہ دار ہے؟"

ابوسفیان نے کہا "میں اس کا رشتہ دار ہوں۔"

قیصر نے ان کو تخت کے قریب بلایا اور ابوسفیان کے ہمراہیوں سے کہا کہ "تم اس شخص کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں اس سے کچھ سوالات کرتا ہوں۔ اگر کسی بات میں یہ جھوٹ بولے تو تم مجھ کو اشارہ سے بتلا دینا۔"

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے ارادہ کیا کہ میں قیصر کے دل میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی اہمیت نہ اختیار کرنے دوں۔ اس لیے میں نے قیصر سے کہا کہ: آپ اس کی وجہ سے کیوں خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں۔ جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان بہت کم ہے۔ مگر میں نے دیکھا کہ میری اس بات کا قیصر پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس کے برخلاف قیصر نے کہا کہ "تم صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں تم سے اس کے متعلق دریافت کروں۔" میں نے کہا۔ آپ دریافت فرمائیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھے اپنے دروغ گو مشہور ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور اس موقع پر جھوٹ بولتا۔

اسلام کے بارے میں قیصر اور ابوسفیان کا مکالمہ

قیصر: مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان: نہایت شریف۔

قیصر: پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندان سے ہوتے ہیں تاکہ ان کی اطاعت سے کسی کو عار نہ ہو۔

قیصر: کیا اس کے خاندان میں کسی اور نے بھی کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: کبھی نہیں۔

قیصر: اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ اس کو بادشاہت کی ہوس ہے اور

(بقیہ حاشیہ) اس کی بنیاد پڑی تھی۔ جغرافیائی لحاظ سے غزہ اہم مقام ہے۔ یہ قدیم زمانے میں بڑا تجارتی مرکز تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم کا تجارتی سفر کے دوران یہیں انتقال ہوا تھا۔

باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جن لوگوں نے اس کا مذہب قبول کیا ہے۔ وہ کمزور ہیں یا صاحبِ اثر؟

ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں۔

قیصر: پیغمبروں کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہُوا کرتے ہیں۔ اچھا اس کے پیروکار بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں۔

ابوسفیان: اس کے پیرووں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

قیصر: ایمان کی کشش کا یہی عالم ہے۔ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ کیا کچھ لوگ اس کے دین سے بیزار ہو کر اس کو چھوڑ بھی بیٹھے ہیں؟

ابوسفیان: اب تک تو کسی نے ایسا نہیں کیا۔

قیصر: ایمان کی خوبی یہی ہے کہ وہ جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ اپنی صداقت کے ساتھ دل نشین ہوتا ہے۔ ایمان کی لذت کی یہی تاثیر ہے کہ جب وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے اور روح پر اپنا اثر کر لیتی ہے تو پھر جدا نہیں ہوتی۔ اس کے دعوئ نبوت سے قبل تم اسے سچا سمجھتے تھے یا کبھی اس کے جھوٹ کا بھی تمہیں تجربہ ہُوا ہے؟

ابوسفیان: نہیں اس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

قیصر: جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہ بولے وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ پیغمبر نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں اور نہ کسی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کیا کبھی وہ عہد و پیمان کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے؟

ابوسفیان: ابھی تک تو کبھی ایسا نہیں ہُوا۔ لیکن اب جو معاہدہ صلح ہُوا ہے اس میں دیکھنا ہے کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں۔

قیصر: پیغمبر عہد شکن نہیں ہوتے۔ کبھی اس کے ساتھ تمہاری جنگ ہوئی ہے؟

ابوسفیان: جی ہاں کئی مرتبہ ہو چکی ہے۔

قیصر: جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی وہ غالب آئے اور کبھی ہم۔

قیصر: خدا کے پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے لیکن آخرکار کامیاب وہی ہوتے ہیں۔ وہ تعلیم کیا دیتا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے کہ خدا کی عبادت کرو۔ کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ پاک دامنی اختیار کرو۔ سچ

بولو۔ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ باپ دادا کے مشرکانہ طریقے کو چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔

قیصر: نبی موعود کی یہی علامتیں ہمیں بتلائی گئی ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ عنقریب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے مگر میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں ہوگا۔ ابوسفیان! اگر تم نے جھوٹ نہیں بولا تو ایک روز وہ اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں ضرور مالک ہو جائے گا۔ اے کاش میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں ان کے پاؤں دھوتا۔ اس گفتگو کے بعد حکم دیا کہ نامۂ مبارک پڑھا جائے۔ فرمانِ رسالت میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمدؐ کی جانب سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ ہرقل شاہ روم کے نام اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست اختیار کی۔ بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجئے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالےٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی۔ اے اہل کتاب[۲]! اختلاف و نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلّم ہے۔ وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رب بنائیں۔ اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم بہرحال خدا کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں[۳]۔

مہر نبوی۔ اللہ رسول محمد

---

[۱] صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۰۴ مطبوعہ اصح المطابع　　تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۸۶-۸۷

[۲] یہاں سے آخر تک مکتوب گرامی میں سورہ آل عمران کی ایک آیت نقل کی گئی ہے جس میں اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مخاطب کیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ

[۳] تاریخ میں اس مکتوب گرامی کی موجودگی کا ساتویں صدی ہجری تک اسپین میں پتہ چلتا ہے۔ چھٹی صدی ہجری کے مشہور مؤرخ و محدث علامہ سہیلیؒ نے اپنے زمانے میں اس کا اسپین میں موجود ہونا بیان کیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی تھی اہلِ دربار اس سے سخت مشتعل تھے۔ فرمانِ رسالت کے پڑھے جانے پر وہ بھی برہم ہو گئے۔ قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر حضرت دحیہؓ سے کہا کہ اگر مجھے اپنے لوگوں سے اپنی جان کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے نبی کا اتباع کرتا۔ وہ بلاشبہ وہی نبی ہیں جس کے ہم منتظر تھے۔[1]

(بقیہ حاشیہ) صحیح بخاری کے شارح علامہ قسطلانیؒ (۸۵۱ھ تا ۹۲۳ھ / ۱۴۴۸ء تا ۱۵۱۷ء) نے لکھا ہے کہ ملک منصور قلاوون صالی (۶۷۸ھ تا ۶۸۹ھ / ۱۲۲۷ء تا ۱۲۹۰ء) نے ۶۸۲ھ / ۱۲۸۳ء میں اسپین کے بادشاہ انفوسون کے پاس ایک سفارت بھیجی تھی۔ شاہ انفونسون نے ملک منصور کے سفیر سیف الدین قلیج کو یہ مکتوبِ نبوی دکھلایا تھا جو سونے کے ڈبے میں رکھا ہوا تھا۔ شاہ اسپین نے سفیر مذکور کو بتلایا کہ: یہ پیغمبر اسلام کا وہ خط ہے جو ہمارے دادا قیصرِ روم کے نام بھیجا گیا تھا۔" (قسطلانی ج اوّل ص۶۷) مکتوبات نبوی کی کتابت کے دوران قیصر روم کے نام اس نامۂ مبارک کا ابھی حال میں انکشاف ہوا ہے۔ اخبارات کی اطلاع کے مطابق یہ نامۂ مبارک کسی طرح اسپین سے مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ وہاں امیر عبداللہ کے ہاتھ لگ گیا۔ امیر عبداللہ شریف حسین مکہ کے فرزند اور مشرقی اردن کے موجودہ بادشاہ شاہ حسین کے دادا تھے۔ امیر عبداللہؒ سے یہ مکتوب ان کی ایک ملکہ کے قبضے میں چلا گیا۔ ملکہ اب اسے ہدیہ کرنا چاہتی ہیں۔ ابوظہبی کے حکمران شیخ زید بن سلطان آل نہیان نے اس گراں قدر دستاویز کو حاصل کرنے کے لیے ملکہ کو دس لاکھ پونڈ (تقریباً دو کروڑ روپے) کی پیشکش کی ہے۔ اخبارات کے بیان کے مطابق کسی بھی نادر و نایاب مخطوطے کی یہ انتہائی قیمت ہے۔ شیخ زید اس مکتوبِ نبوی کو زیارت کے لیے ابوظہبی کے ثقافتی مرکز (میوزیم) میں رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ نامہ مبارک رق (کھال) پر لکھا ہوا ہے اور آٹھ سطروں پر مشتمل ہے۔ اس نامۂ مبارک کے اصلی ہونے کی تحقیق کا کام شیخ زید بن سلطان کے ثقافتی امور کے مشیر ڈاکٹر ابراہیم نے انجام دیا ہے۔ موصوف مصر کے ایک ممتاز عالم ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے اور بھی ذرائع سے اس کے اصلی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اب تک دستیاب ہونے والا یہ پانچواں نامۂ مبارک ہے۔ چار مکتوباتِ نبوی اس سے پہلے دستیاب ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام ہے دوسرا مصر میں رومی شہنشاہیت کے نائب السلطنت مقوقس کے نام ہے اور تیسرا بحرین کے ایرانی گورنر منذر کے نام ہے اور چوتھا مکتوب گرامی ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے نام ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ (سید محبوب رضوی)

[1] صحیح بخاری جلد اول ص۵ مطبوعہ دہلی تاریخ طبری ج۳ ص۸۵

برچند قیصر کے دل میں نورِ اسلام جلوہ افگن ہو چکا تھا مگر تخت و تاج کی محبت میں وہ روشنی بجھ کر رہ گئی۔[1]

قیصر کے یہاں انبیار کی شبیہیں

سیرتِ عمرؓ میں علّامہ ابن جوزیؒ نے جو تاریخ اسلام کے بہت مشہور محقق اور نقاد ہیں حضرت دِحیہؓ کی سفارت روم کے سلسلے میں قیصرِ روم کے محل میں انبیار علیہم السلام کی تین سو تیرہ (۳۱۳) شبیہوں کے موجود ہونے کا ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت دِحیہؓ کا بیان ہے کہ:

"جب قیصرِ روم نے اپنی قوم کے عمائد کو اسلام سے متنفر پایا تو مجلس برخاست کردی اور دوسرے روز مجھے ایک عالی شان محل میں بلایا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کمرے میں چاروں طرف ۳۱۳ تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ قیصر نے مجھے مخاطب کرکے کہا:

"ان میں تمہارے نبی کی کون سی تصویر ہے؟"

میں نے بغور دیکھ کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ ہے۔"

قیصر نے کہا: "بے شک یہی آخری نبی کی تصویر ہے۔" پھر دریافت کیا۔ "اس تصویر کی داہنی جانب کی تصویر کو بھی پہچان سکتے ہو۔ یہ کس کی ہے؟"

میں نے بتلایا: "نبی آخرالزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک صحابی ابوبکر صدیقؓ کی تصویر ہے۔"

قیصر نے پھر پوچھا۔ "اور یہ بائیں طرف کی تصویر کس کی ہے؟"

میں نے کہا۔ "یہ ان کے دوسرے صحابی عمر فاروقؓ ہیں۔"

قیصر یہ سن کر کہنے لگا کہ تورات کی پیشنگوئی کے مطابق یہی دو شخص ہیں جن کے ہاتھوں سے تمہارے

---

[1] صحیح بخاری میں ابوسفیانؓ کی ایک طویل روایت منقول ہے جس میں ابن ناطور حاکم بیت المقدس کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ قیصر جب بیت المقدس آیا تو ایک روز صبح کو گھبرایا ہوا اٹھا۔ ایک شخص نے پریشانی کا سبب پوچھا تو قیصر نے کہا آج رات میں نے ستاروں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مختون قوم کا بادشاہ تمام ممالک پر غالب آنے والا ہے۔ اس کے بعد اپنے ایک درباری کو جو علم نجوم کا ماہر تھا خط میں یہ کیفیت لکھ کر بھیجی۔ اس نے قیصر کی تائید کرتے ہوئے لکھا کہ ایک نبی کی بعثت ہو چکی ہے۔ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً نبی ہیں۔"
(صحیح بخاری جلد اول ص۴ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ تاریخ طبری جلد ۳۔ مکتوب نبوی بنام قیصر روم)

دین کی ترقی اوج کمال کو پہنچے گی۔ حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں کہ میں جب سفارت کو انجام دے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہُوا تو یہ تمام واقعہ آپؐ کو سنایا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیصر نے سچ کہا: واقعی اسلام کی ترقی انہی دو شخصوں کے ہاتھوں کمال تک پہنچے گی۔" سیرت عمرؓ ابن جوزی مطبوعہ مصر صٓ۲۱

حضرت مولانا محبوب صاحب رضوی اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:

ابو نعیم نے دلائل النبوت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی سفارت روم کے سلسلے میں حضرت عبادہؓ بن الصامت کی روایت سے اسی طرح کا واقعہ نقل کیا ہے۔ انہیں بھی ہرقل نے انبیاء علیہم السلام کی تصویریں دکھلائی تھیں۔ تصویریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبسم فرماتے ہوئے دکھلایا گیا تھا۔ حضرت عبادہؓ کے دریافت کرنے پر ہرقل نے تبلایا۔ یہ تصویریں دانیال نبی کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں جبیرؓ بن مطعم کی روایت سے لکھا ہے کہ بُصریٰ کی ایک عیسائی خانقاہ میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تصویر دیکھی ہے جس میں حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ آپ کو دکھلایا گیا ہے۔ قیصر ہرقل کے واقعہ کو عرب مورخین کے علاوہ بازنطینی مصنفین نے بھی لکھا ہے کہ ۲۵۷ھ (۸۷۰ء) میں ایک شخص ابن وہب نے چین کے سفر میں شہنشاہِ چین کے دربار میں انبیاء علیہم السلام کی تصاویر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر دیکھی تھی جس میں آپ کو اونٹ پر سوار دکھایا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون "حضرت ابو بکرؓ کی سفارت بنام ہرقل" مطبوعہ ماہنامہ البلاغ کراچی بابت ماہ رجب ۱۳۸۸ھ)

قرآن مجید اور مکتوبِ نبوی میں جس تحدی اور یقین کے ساتھ کہا گیا ہے اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کے یہاں ضرور ایسی صاف و صریح علامات اور پیشین گوئیاں موجود تھیں جن کے ذریعے سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعض صحابہؓ کو بغیر شک و شبہ کے پہچانا اور شناخت کیا جا سکتا تھا۔ تاریخ طبری۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر اور تاریخ کامل وغیرہ کے بیانات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کے یہاں حضرت عمر فاروقؓ کی شناخت کی علامات بھی موجود تھیں جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۷ھ (۶۳۹ء) میں جب حضرت عمروؓ بن العاص نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو وہاں کے کمانڈر ارطبون کے نام ایک خط بھیجا جس میں ارطبون کو شہر حوالے کر دینے کے لیے لکھا گیا تھا۔ خط لے جانے کے

لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا گیا جو رومی زبان جانتا تھا مگر اس کو یہ تاکید کر دی گئی کہ وہ ارطبون پر اپنے رومی زبان جاننے کا اظہار نہ ہونے دے تاکہ خط کے بارے میں بیت المقدس کے لوگ آزادی کے ساتھ آپس میں جو گفتگو کریں اسے سُن کر انہیں مطلع کر دے۔ خط پڑھ کر ارطبون نے حاضرینِ مجلس سے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ عمروؓ یروشلم پر قبضہ کر سکے۔ یروشلم کا فاتح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے نام میں صرف تین حرف ہوں گے۔ یہ کہہ کر ایک خاص وضع قطع اور حلیہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے خوب غور سے دیکھ لیا ہے۔ عمروؓ کا یہ حلیہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شخص یروشلم کو ہرگز فتح نہیں کر سکتا۔" یہ کہہ کر قاصد کو لاپرواہی سے واپس کر دیا۔ قاصد نے حضرت عمروؓ بن العاص کے پاس آ کر جو کچھ سُنا تھا بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خاص حضرت عمر فاروقؓ کی وضع قطع، علامت اور ان کا حلیہ ہے۔ اسی وقت بارگاہِ خلافت میں عریضہ بھیجا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس تشریف لائے اور وہاں کے لوگوں نے انہیں پہچان کر بلا تامل شہر حوالے کر دیا۔ (تاریخ طبری ج ۴ صـ۱۵۸ تاریخ الکامل ج ۲ صـ۱۹۳ البدایہ والنہایہ ع، صـ۵۵)

اس میں شبہ نہیں کہ یہ واقعات حیرت انگیز ہیں لیکن کسی واقعہ کا محض حیرت انگیز ہونا اس کے ناممکن الوقوع ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔ تاریخ عالم کے کتنے واقعات ہیں جو حیرت انگیز ہونے کے باوجود اپنی حقیقت رکھتے ہیں۔ الخ (مکتوبات نبوی صـ۱۰۲ تا صـ۱۱۴)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے، جن کی عفت کی شمع جناب باری نے خود اپنے نورانی ہاتھوں سے آئینہ تطہیر کے فانوسِ عفاف میں روشن کی ہے، ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے اخلاق کی نسبت سوال کیا گیا۔ جناب صدیقہؓ نے اس کا کیا بلیغ جواب ارشاد فرمایا کہ:

ان کے اخلاق دیکھنے ہوں تو
قرآن مجید کے اوراق کا مطالعہ کرو۔

مولانا ظفر علی خانؒ / "چٹان"

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے
مُصلحِ ملّی و ملکی بھی رشی بھی آئے

حق کے جویندہ بھی حق کے ولی بھی آئے
واقفِ محرمِ اسرارِ خفی بھی آئے

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

کس نے جامِ مئے توحید پلایا سب کو
کس نے پیغامِ مساوات سُنایا سب کو

راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو
کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو

تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گذرا ہو تو لو نام اس کا

کوئی صدیق رضؓ سا گذرا ہو تو لِلّٰہ دکھاؤ
تم نے فاروق رضؓ سا دیکھا ہو تو لِلّٰہ دکھاؤ

کوئی عثمان رضؓ سا آیا ہو تو لِلّٰہ دکھاؤ
کوئی حیدر رضؓ کا سا پایا ہو تو لِلّٰہ دکھاؤ

ثانیِ احمدؐ بے میم تو کیا لاؤ گے
اُس کی اُمّت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

جگر مرادآبادی

یااللہ مدد
حق چار یارؓ
خلافتِ راشدہ
تحریکِ خدّامِ اہلسنّت پاکستان کو
ہم
ماہنامہ
حق چاریارؓ
لاہور
کے مبارک اجراء پر
ہدیۂ تہنیت
پیش کرتے ہیں
اہلِ سنّت کی بلند پایہ علمی تالیفات و برصغیر کی دینی تحریکوں پر تحقیقی مطبوعات
نیز تحریکِ خدّامِ اہلسنّت پاکستان کا جملہ تحریکی لٹریچر ۳۳٪ تا ۵۰٪ فی صد
رعایت پر ہم سے حاصل کریں۔
مکتبہ سیّد احمد شہید ۱۰ الکریم مارکیٹ،
اردو بازار، لاہور۔ فون نمبر ۲۲۳۸۶۲ / ۲۲۸۱۹۶ / ۲۲۸۲۷۲

صحابہ کرام رضؓ

اور

مسلک علمائے دیوبند

حضرۃ مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدس ترین طبقہ نبیؐ کے بلا واسطہ فیض یافتہ اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے جن کا اصطلاحی لقب صحابۂ کرام ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ خدا اور رسولؐ نے من حیث الطبقہ اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف حضرات صحابۂ کرام رضؓ کا طبقہ ہے۔ ان کے سوا کسی طبقہ کو من حیث الطبقہ مقدس نہیں فرمایا کہ طبقہ کے طبقہ کی تقدیس کی ہو، مگر اس پورے کے پورے طبقہ کو راشد و مرشد، راضی و مرضی، تقی القلب، پاک باطن، مستمر الطاعت، محسن وصادق اور موعود بالجنۃ فرمایا۔ پھر ان کی عمومی مقبولیت و شہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا۔ کتب سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دے کر بتلایا کہ وہ اگلوں میں بھی جانے پہچانے لوگ تھے اور قرآن کریم میں ان کے مدائح و مناقب کا ذکر کر کے بتلایا کہ وہ پچھلوں میں بھی جانے پہچانے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جب تک قرآن کریم رہے گا زبانوں پر، دلوں میں ہر وقت کی تلاوت میں، پنج وقتہ نمازوں میں، خطبات و موعظت میں، مسجدوں میں اور معبدوں میں، مدرسوں اور خانقاہوں میں، خلوتوں اور جلوتوں میں، غرض جہاں بھی اور جب بھی اور جس نوعیت سے بھی قرآن کریم پڑھا جاتا رہے گا وہیں ان کا چرچا اور امت پر ان کا تفوق نمایاں ہوتا رہے گا۔ پس بلحاظ مدح وثنا وہ امت میں یکتا و بے نظیر ہیں جن کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اول و آخر کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مگر علماء دیوبند نے اپنے اس مسلک میں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بابت عرض کیا گیا رشتۂ اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور کسی گوشہ سے بھی اس میں افراط و تفریط اور غلو کو آنے نہیں دیا۔

مثلاً وہ عظمت و جلالت کے معیار سے صحابۂ کرام رضؓ میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت

سمجھیں اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت سمجھیں، کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں اور عیاذاً باللہ کسی کی مذمت میں، یا تو انہیں سب وشتم اور قتل وغارت کرنے پر اُتر آئیں اور ان کا خُون بہانے میں بھی کسر نہ چھوڑیں اور پھر ان میں سے بعض کو نبوّت سے بھی اُونچا مقام دینے پر آجائیں۔ انہیں معصوم سمجھنے لگیں حتیٰ کہ ان میں سے بعض میں حلول خداوندی ماننے لگیں۔

علماءِ دیوبند کے مسلک پر یہ سب حضراتِ مقدسین تقدّس کے انتہائی مقام پر ہیں مگر نبی یا خدا نہیں بلکہ بشریت کی صفات سے متصف، لوازم بشریت اور ضروریات بشری کے پابند ہیں مگر عام بشری سطح سے بالاتر کچھ غیر معمولی امتیازات بھی رکھتے ہیں جو عام تو بجائے خود ہیں پوری امت کے اولیاء کرام بھی ان مقامات تک نہیں پہنچ سکے۔ یہی وہ نقطۂ اعتدال ہے جو حضراتِ صحابۂ کرام رضؓ کے بارے میں علماءِ دیوبند نے اختیار کیا ہُوا ہے۔ ان کے نزدیک تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرفِ صحابیت اور صحابیت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں، اس لیے محبّت وعظمت میں بھی یکساں ہیں؛ البتہ ان میں باہم فرق مراتب بھی ہے لیکن یہ فرق چونکہ نفسِ صحابیت کا فرق نہیں اس لیے اس سے نفسِ صحابیت کی محبّت وعقیدت میں بھی فرق نہیں ہو سکتا۔

پس اس مسلک میں اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ (صحابۂ کرام رضؓ سب کے سب عادل تھے) کا اصول کارفرما ہے جو اس دائرہ میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کا جو بعینہٖ مسلکِ علماءِ دیوبند ہے اوّلین سنگِ بنیاد ہے۔

اسی طرح علماء دیوبند ان کی اس عمومی عظمت وجلال کی وجہ سے انہیں بلا استثناء نجومِ ہدایت مانتے ہیں اور یہ کہ بعد والوں کی نجات ان ہی کے علمی وعملی اتباع کے دائرہ میں محدود ہے لیکن انہیں شارع تسلیم نہیں کرتے کہ حق تشریع ان کے لیے ماننے لگیں اور یہ کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جسے چاہیں حرام بنا دیں، ورنہ نبوّت اور صحابیت میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔ پس وہ اُمتی تھے مگر امت کے مخلص ترین جاں نثار خادم تھے جن کی بدولت دین اپنے پیروں پر کھڑا ہُوا اور اس نے دُنیا میں قدم جمائے۔ اس لیے وہ سب کے سب مجموعی طور پر مخدوم العالم اور خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں۔ ہاں مگر یہ حضرات اس مسلک کی رُو سے گو شارع تو نہ تھے مگر فانی فی الشریعت تھے۔ شریعت ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی تھی اور وہ اس میں گم ہو کر اس کے درجۂ کمال پر آ گئے تھے جو مدارِ اطاعت ہوتا ہے۔

اس لیے علماء دیوبند انہیں شریعت کے بارہ میں عیاذاً باللہ خائن یا متساہل یا بدنیت یا حُبِّ جاہ و جلال کا اسیر کہنے کی معصیت میں مبتلا نہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب مقدسین دین کی روایت کے راویٔ اوّل، دینی درایت کے مبصرِ اوّل، دینی مفہومات کے فہیم اوّل اور پوری امت کے مربّی اوّل حسبِ فرمودۂ نبویؐ امت کے حق و باطل تھے جن کی رو سے فرقوں کے حق و باطل کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر ان کی محبت و عظمت دل میں ہے اور بلا استثناء ہے تو وہ فرقہ حقہ کا فرد ہے اور اگر ذرا بھی ان کی عظمت و عقیدت میں کمی یا دل میں ان کی نسبت سے سوء ظن ہے تو اسی نسبت سے وہ فرقۂ ناجیہ سے الگ ہے۔ پس حق و باطل کے پرکھنے کی پہلی کسوٹی ان کی محبت و عظمت اور ان کی دیانت اور تقویٰ باطن کا اعتراف اور ان کی نسبت قلبی اذعان و اعتماد ہے۔ اس لیے جو فرقہ بھی بلا استثناء انہیں عدول و متقن مانتا ہے وہی حسبِ ارشاد نبویؐ فرقہ حقہ ہے اور وہ الحمدللہ اہل سنّت والجماعت ہیں اور جو ان کے بارہ میں بدگمانی یا بدزبانی کا شکار ہے تو وہی حقانیت سے ہٹا ہُوا ہے۔ اس لیے شریعت کے باب میں ان کے بارہ میں کسی ادنیٰ دخل و فصل کا توہم پورے دین پر سے اعتماد اٹھا دیتا ہے۔ اگر وہ بھی معاذاللہ دین کے بارے میں راہ سے اِدھر اُدھر ہٹے ہوئے تھے تو بعد والوں کے لیے راہِ مستقیم پر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پوری امّت اوّل سے آخر تک ناقابلِ اعتبار ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لیے حسبِ مسلک علماءِ دیوبند جہاں وہ منفرداً اپنی اپنی ذوات کے لحاظ سے تقی و نقی اور صفی و وفی ہیں وہیں بحیثیت مجموعی امت کی نجات بھی ان ہی کے اتباع میں منحصر ہے اور وہ بحیثیت قرن خیر من حیث الطبقہ پوری امت کے لیے نبیؐ کے قائم مقام اور معیارِ حق تھے پس جیسے نبوّت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے ایسے ہی ان کے اجماع کا منکر بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے حتیٰ کہ ان کا تعامل بھی بعض ائمہ ہدایت کے یہاں شرعی حجت تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لیے جذباتی رنگ سے انہیں گھٹانا بڑھانا یا چڑھانا اور گرانا جس طرح عقل و نقل قبول نہیں کرتی اسی طرح علماءِ دیوبند کا جامع عقل و نقل مسلک بھی قبول نہیں کر سکتا۔ علماءِ دیوبند ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے جس میں تقویٰ کی انتہا پر بشاشتِ ایمان جوہرِ نفس ہو جاتی ہے اور سنّت اللہ کے مطابق صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے۔ ذالك اذا خالط بشاشة القلوب اس مقام کے تقاضا سے ان کا تقوائے باطن ہمہ وقت ان کے لیے مذکر رہتا تھا۔ پس معصوم نہ ہونے

کی وجہ سے ان میں معصیت کا امکان تھا مگر محفوظ من اللہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا صدور اور ذنوب کا اقدام نہ تھا۔ پھر اس طبقہ میں یہ امکانی معصیت کا احتمال بھی بیرونی عوارض یا طبیعت کی حد تک تھا قلبی ودواعی کی حد تک نہ تھا کیونکہ ان کے قلوب کی تطہیر اور ان کے تقویٰ کے پرکھے پرکھائے ہونے کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے۔ اس لیے اگر عوام صحابۂ کرام میں سے کسی سے ابتدائی منزل میں طبعاً کوئی لغزش سرزد بھی ہوئی تو جیسا کہ وہ قلبی داعیہ یا گناہ کے کسی ملکہ سے جو دل میں جڑ پکڑے ہوئے ہو سرزد شدہ نہ تھی ایسے ہی اس کا اثر بھی ان کے قلبی ملکات و احوال یا باطنی تقوے تک نہ پہنچ سکتا تھا اس لیے ایسی اتفاقی لغزش سے بھی ان کی باطنی بزرگی جس کی خدا تعالیٰ نے شہادت دی ہے متہم نہیں ٹھہر سکتی۔

پس ان مقدسین میں کمال زہد وتقوے اور کمال فراست وبصیرت کی وجہ سے جذبات معصیت مضمحل اور دواعی طاعت مشتعل تھے معصیت سے وہ ہمہ وقت بیگانہ تھے اور طاعت حق میں یگانہ۔ ایمان وتقویٰ ان کے قلوب میں مزین اور کفر وفسوق ان کے باطن میں مبغوض تر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند انہیں غیر معصوم کہنے کے باوجود بوجہ محفوظیت دین کے بارہ میں قابلِ تنقید وتبصرہ نہیں سمجھتے کہ بعد والے انہیں اپنی تنقیدات کا ہدف بنالیں بلکہ آپس کی باہمی تنقید کو (جس کا انہیں حق تھا) نقل کرنے میں بھی رشتۂ ادب کو ہاتھ سے چھوڑ دینا جائز نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ ان کے باہمی تنقید وتبصرہ کے نقل سے امتِ مابعد کو ان پر تنقید کرنے کا حقدار سمجھتے بلکہ ان کی پاک باطنی اور تقوائے قلب کے منصوص ہو جانے سے دین کے معاملات میں ان کی لغزش تا بحد خطا رہ جاتی ہے معصیت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لیے ان کے مشاجرات اور باہمی نزاعات میں خطاء وصواب کا تقابل ہے حق وباطل یا طاعت ومعصیت کا نہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ مجتہد خاطی کو بھی اجر ملتا ہے نہ کہ زجر۔ پس ان کے باہمی معاملات میں (جو کہ نیک نیتی اور پاک نفسی پر مبنی تھے) حسب مسلک علماء دیوبند نہ بدگمانی جائز ہے اور نہ بدزبانی۔ یہ توجیہ کا مقام ہے نہ کہ تنقید کا۔ تلک دِمَآءٌ طھر اللہ عنھا اَیْدِیْنَا فلا نُلَوِّثُ بھا اَلْسِنَتَنَا۔ (حضرت عمر بن عبدالعزیز رح)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد کوئی طبقہ بحیثیت طبقہ کے مقدس نہیں کہ پورے طبقہ کو پاک باطن اور بلا استثناء عدول کہا جائے لیکن پھر بھی اس امت مرحومہ کا کوئی قرن اور کوئی دور مصلحوں ہادیوں

ایک مرتبہ ایک یہودی اور ایک بظاہر مسلمان مگر بباطن منافق کے درمیان پانی کی تقسیم پر جھگڑا ہوگیا اس مقدمے میں یہودی حق پر تھا۔ انہوں نے اپنا یہ مقدمہ بارگاہِ نبوت میں تصفیے کے لیے پیش کیا۔ آپؐ نے دونوں کے دلائل سننے کے بعد یہودی کے حق میں اور کلمہ گو کے خلاف فیصلہ دیا۔ یہ فیصلہ سُننے کے بعد دونوں فریق باہر نکلے تو منافق نے یہودی سے کہا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں، آؤ ابوبکرؓ کے پاس چلتے ہیں۔ یہودی نے کہا اگرچہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے بڑھ کر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا لیکن اگر تم ابوبکرؓ کے پاس جانا چاہتے ہو تو چلو ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جہاں حضورؐ اپنا فیصلہ صادر کردیں وہاں ابوبکر سرچنے اور فیصلہ دینے والا کون ہے؟ اس پر منافق نے اس خیال سے کہ حضرت عمرؓ دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں اور وہ یہودی کے مقابلے میں ضرور میری حمایت کریں گے حضرت عمرؓ کے پاس چلنے کی تجویز پیش کی تو یہودی آمادہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے دونوں سے اصل ماجرا اور حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کا حال سُنا تو فرمایا ذرا ٹھہرو میں ابھی آکر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اندر چلے گئے۔ جب واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں برہنہ تلوار چمک رہی تھی۔ آتے ہی انہوں نے منافق کا سر قلم کردیا اور فرمایا جو شخص کلمہ گو ہوکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اعتبار نہ کرے اور عمر سے فیصلہ چاہے تو عمر کا یہی فیصلہ ہے۔ جب اس واقعہ کی خبر مدینہ منورہ میں پھیلی تو منافقین نے اسے خوب نمک مرچ لگا کر پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ فاروق اعظمؓ نے ایک مسلمان کو قتل کردیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کی تلوار سے مسلمان قتل نہیں ہوسکتا۔

مجددوں اور مقدسین سے خالی نہیں رہا اور آئمۂ علوم، آئمۂ ہدایت اور آئمۂ کمالاتِ ظاہر و باطن کی کمی نہیں رہی۔ علماء دیوبند کے مسلک میں ان تمام جواہر فرد افراد کی عظمت و جلالت یکساں ہے خواہ وہ مجتہد مطلق آئمہ ہوں یا مجتہد فی المذہب، راسخین فی العلم ہوں یا آئمۂ فنون، محدثین ہوں یا فقہاء، عرفاء ہوں یا حکماء

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبیؐ کے یاروںؓ سے

اسلام سب کی قدر و منزلت ان کے یہاں ضروری ہے کیونکہ ان وارثانِ نبوّت میں کوئی طبقہ نسبتِ ایمان و اسلام کا محافظ رہا اور کوئی نسبت احسان و عرفان کا۔ بالفاظِ دیگر ایک علماءِ ظواہر کا رہا اور ایک علماءِ بواطن کا۔ اور یہ دونوں طبقے تاقیامِ قیامت اپنے طبعی فرق و تفاوت کے ساتھ باقی رہیں گے اس لیے حسبِ مسلکِ علماءِ دیوبند اعتقاد و استفادہ کی یہ اعتدالی صورت بھی ان سب طبقات مابعد کے ساتھ قائم رہے گی۔ فرق اتنا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پورے طبقہ کے ساتھ یہ عظمت یکسانی سے قائم تھی کہ وہ سب عدول اور متقی مانے ہوئے تھے لیکن بعد والوں میں متقی بھی ہیں اور غیر متقی بھی اس لیے طبقۂ صحابہؓ کے بارہ میں تو موافقت کے سوا کسی مخالفت کا سوال ہی نہ تھا لیکن طبقاتِ مابعد میں چونکہ وہ قرنِ صحابہؓ کی خیریتِ مطلقہ اور خیریتِ عامہ قائم نہیں رہی گو جنسِ خیر منقطع بھی نہیں لیکن اس لیے ان میں عدول و غیر عدول دونوں قسم کے افراد ہوتے رہے اس لیے موافقت کے ساتھ مخالفت اور اتفاق کے ساتھ اختلاف کا پہلو بھی قائم رہا مگر علماءِ دیوبند نے اس موافقت اور مخالفت اور اتفاق و اختلاف کے دونوں ہی پہلوؤں میں رشتۂ اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا نہ موافقت میں غلو کیا نہ مخالفت میں۔ نہ کسی کو بے وجہ سامنے رکھ کر اس کے مقابلہ میں کوئی مستقل محاذ بنایا اور نہ بے وجہ کسی کو گروہی یا فرقہ واری انداز سے اپنا کر اس کی مدح و ثناء ہی کو مستقل موضوع قرار دیا۔ شخصیتوں کی عظمت کے اقرار کے ساتھ ان کے صواب کو صواب کہا اور خطا کو خطاء اور پھر خطا کا وہ علمی عذر بھی پیشِ نظر رکھا جو ایک اچھی اور مقدس شخصیت کی خطاء میں پنہاں ہوتا ہے۔ نیز اس خطاء پر اس کی ساری زندگی کو خاطئانہ قرار دینے کی غلطی نہیں کی البتہ اگر یہ اعتذار ان کی زندگی سے مفہوم نہ ہوسکا تو خطاء کو اچھالنے یا شخصیت کو مطعون کرنے کی بجائے اس خطاء کی حد تک معاملہ خدا کے سپرد کر کے ذہنی یکسوئی پیدا کرلی۔ اسے خواہ مخواہ ہدف بنا کر شخصیتوں کو مجروح و مطعون کرنے کی سعی نہیں کی جیسا کہ اربابِ غلو اور اصحابِ علو یا اہلِ غلو کا طریقہ رہا ہے بالخصوص اس دَورِ پُرفتن میں جس کا خاص امتیازی نشان ہی علم و فہم اور حلو کی بجائے یا غلو کا غلبہ ہے جو حدود شکنی ہے یا علو کا زور ہے جو کبر و نخوت ہے اور یا غلو کا دباؤ ہے جو جہالت کا استیلاء ہے اور یہ تینوں ظلم و جہل کے شعبے میں علم و عدل کے نہیں اور

باقی صفحہ ۴۶ پر

خلافت چار یاروںؓ کی

****

قمرؔ ایمان کا جز ہے اطاعت چار یاروںؓ کی
جو ہم تک دین پہنچا ہے عنایت چار یاروںؓ کی

متاعِ قیصر و کسریٰ پڑی تھی ان کے قدموں میں
عظیم الشان ایسی تھی خلافت چار یاروںؓ کی

فدائے مصطفےٰؐ تھے جاں نثارِ شمع وحدت تھے
زمانہ دے رہا ہے یوں شہادت چار یاروںؓ کی

ملا ہے رہبروں کو نقطۂ معراج عالم میں
قیادت ایسی عالی ہے امامت چار یاروںؓ کی

میں سمجھوں گا مجھے دولت ملی ہے دونو عالم کی
میسر ہو قیامت میں جو قربت چار یاروںؓ کی

صداقت کا، عدالت کا، سخاوت کا شجاعت کا
سبق شاہوں کو دیتی ہے حکومت چار یاروںؓ کی

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ آپس میں بھائی تھے
مروّت کا نمونہ تھی مروّت چار یاروںؓ کی

خلافت راشدہ تھی ان رسول اللہ کے یاروں کی
بیاں تاریخ کرتی ہے روایت چار یاروںؓ کی

وہ دل ویران ہے برباد ہے ایماں سے خالی ہے
بسی جس میں نہیں ہوتی محبت چار یاروںؓ کی

ستارے منہ چھپاتے ہیں جو دیکھیں ان کی صورت کو
جواں فکر و نظر جس سے وہ سیرت چار یاروںؓ کی

جو منکر ہیں حقیقت کے وہی دوزخ کا ایندھن ہے
جو غالی ہیں وہ کیا جانیں گے عظمت چار یاروںؓ کی

بشارت مل گئی دنیا میں جنت میں ٹھکانہ ہے
حدیثوں میں یوں آئی ہے وضاحت چار یاروںؓ کی

فلاطوں سر جھکاتا ہے ارسطو پانی بھرتا ہے
سکندر کو بھی شرمائے سیاست چار یاروںؓ کی

ہمیں صبح و مسا اس بات کی تبلیغ کرنا ہے
مسلمانوں پہ لازم ہے حمایت چار یاروںؓ کی

خدا کرتا رہا آیات نازل ان کے منشا پر
قمرؔ روح الامیں سے پوچھ رفعت چار یاروںؓ کی

قمرؔ حجازی

ازالۃ الخفاء ایک نظر میں

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح

علمائے دین نے خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب میں بے شمار کتابیں لکھیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرّہٗ کی ازالۃ الخفاء ہے جو اپنے موضوع میں بے مثال اور لاثانی ہے۔ خلافتِ راشدہ کی حقیقت اور تفصیل شیخین کا دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب و غریب انداز سے فرمایا ہے وہ محیر العقول ہے اور عقل کیوں نہ حیران ہو۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان حوض یا تالاب ہے جس میں اس صاف و شفاف آب زلال کو جمع کیا گیا ہے کہ جو سحائب الہام (الہام کے بادلوں) نے مصنف علیہ الرحمۃ کے قلب صافی پر برسایا ہے اور پھر اس الہامی درایت کو روایاتِ نبویہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔ جب قلم درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنیدؒ اور بایزیدؒ کا ہے اور جب قلم روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم عسقلانیؒ اور قسطلانیؒ کا ہے۔ ایسی کتاب کہ جو دریائے روایت اور دریائے درایت کا مجموعہ ہو اور مجمع البحرین کا مصداق ہو اس پر قبضہ پانا دشوار ہے۔ ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر پہنچتے ہیں تو پہلا کنارہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے، اس لیے اس ناچیز اور ہیچمدان نے اس کتاب کا غور سے مطالعہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس کتاب کے مقاصد کلیہ اور مباحث مہمہ کا خلاصہ کر دیا جائے اور روایات میں سے صرف ضروری حصہ پر اکتفا کیا جائے تاکہ اہلِ فہم پر اصل مسئلہ واضح ہو جائے اور خلافتِ راشدہ کی حقیقت اور اس کے مقام اور مرتبہ سے آگاہ ہو جائیں اور بقدرِ ضرورت کتاب و سنت سے اس کے شواہد پر مطلع ہو جائیں۔ اصل مقصد واضح ہو جانے کے بعد اگر تفصیل درکار ہو تو اس کتاب کی مراجعت کریں اور جو لوگ بارانِ عظیم (یعنی اصل ازالۃ الخفاء)

تک نہ پہنچ سکیں تو وہ اس شبنم (یعنی اس خلاصہ) پر اکتفا کریں۔ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ (البقرہ آیت ۲۶۵) اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی کافی ہے۔ اور جو لوگ اس حوض تک نہ پہنچ سکیں ان کے لیے اس حوض میں سے صراحی اور مشکیزہ ہی پیش کر دیا جائے۔ کچھ تو پیاس بجھے گی۔ الخ۔ (ماخوذ از کتاب خلافت راشدہ)

○○○○○○○○○○

بقیہ: صحابۂ کرامؓ اور مسلک علماء دیوبند

علماء دیوبند کے مسلک کی بنیاد علم وعدل پر ہے ظلم وجہل پر نہیں۔
اس لیے اس میں نہ غلو اور علو ہے اور نہ خلو، چنانچہ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ذاتِ بابرکات نبویؐ اور ذواتِ قدسیہ صحابۂ کرامؓ کے بارہ میں اس کا مسلک عدل واعتدال سے پُر اور رعایتِ حدود پر مبنی ہے غلو اور علو پر مبنی نہیں۔

بقیہ: تحریک خدام اہلسنت والجماعت کا تنظیمی مزاج

مدیر محترم اور ان کے رفقاءِ ادارہ صدہا مبارک باد کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی مخلصانہ کاوشوں کو قبول فرما کر ان کاوشوں کو ان کے لیے نجاتِ اخروی کا ذریعہ اور مسلمانانِ اہلسنت والجماعت کی ہدایت وترقی کا باعث بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

علاقہ سعدی پارک مزنگ (لاہور) میں ماہنامہ "حق چاریار" کے نمائندہ محترم عبدالرحمٰن صاحب رحیمی مقرر ہوئے ہیں۔ علاقائی احباب موصوف سے درج ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں:

قاری عبدالرحمٰن صاحب رحیمی، مدرس مدرسہ سعدیہ، جامع مسجد
سعدی پارک، لٹن روڈ، مزنگ، لاہور۔

(ادارہ)

اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم

۱

اُن پہ قربان جو صف بہ صف ہو گئے
آپؐ کے حکم پر سر بکف ہو گئے

اپنے ماں باپ بیٹوں کی پروا نہ کی
جس طرف آپؐ تھے اس طرف ہو گئے

آپؐ سے دُور تھے جب تو کچھ بھی نہ تھے
آپؐ سے مل کے وہ باشرف ہو گئے

سنگریزوں کی صورت پڑے تھے مگر
آپؐ کے ہاتھ چھُو کے صدف ہو گئے

اُن کے زیرِ نگیں سب جہاں آ گیا
اُن پہ قربان شام و نجف ہو گئے

(ماخوذ از کرنیں ایک ہی مشعل کی)

۲

لڑتے رہے وہ جنگ زمین پر اصول کی
جاں سے عزیز تر تھی اطاعت رسول کی

کانٹوں کو دیکھ کر بھی نہ برہم ہُوا مزاج
آئے تھے ساتھ لے کے طبیعت وہ پھول کی

نکلے گھروں سے رکھ کے ہتھیلی پہ نقدِ جاں
جب تک جیے کبھی نہ ہزیمت قبول کی

وہ آدمی تھے بڑھ کے فرشتوں سے بے نیاز
خوفِ زیاں تھا دل میں نہ خواہش حصول کی

بے طاقتوں کے ساتھ رہے ڈھال کی طرح
طاقتوروں سے دادِ شجاعت وصول کی

(کرنیں ایک ہی مشعل کی)

انجم نیازی

تحریک خدام اہلسنّت والجماعت کا تنظیمی آرگن

اور ماہنامہ حق چاریارؓ

مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر خطیب جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہؒ گجرات

کسی بھی نظریاتی انقلاب کے لیے سب سے پہلے ذہنی و فکری اصلاح کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ فکر و عقیدہ کی درستگی کسی بھی نظریاتی اور روحانی انقلاب کے لیے اصل اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ تمام اعمال بشری اور اخلاق انسانی کی ہر ایسی کوشش جو مسلمان قوم کی نئی نسل اور جدید دور کے نوجوانوں کی ذہنی و فکری اور قلبی و روحانی اصلاح کرے قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہے۔

عصرِ حاضر میں جبکہ بے دین قیادت کا فتنہ عروج پر ہے، تحریک خدّام اہلسنّت والجماعت پاکستان کا تنظیمی آرگن ماہنامہ حق چاریارؓ اسی ذہنی و فکری اور قلبی و روحانی اصلاح کی غمازی کرتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ وسیع ہو اور اس کے ذریعہ ایسے پاکیزہ افکار و نظریات اور بلند خیالات نئی نسل کے سامنے آتے رہیں جن سے انہیں ذہنی بالیدگی اور فکری تطہیر حاصل ہو۔ بزرگانِ سلف اور اہلِ حق کے ایمان افروز کارناموں اور صحیح واقعات سے باخبر ہو کر وہ اپنے اندر رُوحِ انقلاب کو بیدار اور زندہ رکھ سکیں اور ان میں عمل کے لیے آمادگی پیدا ہو سکے جس سے اخلاقِ حسنہ کی درستی اور ملّت کا بلند نصب العین سامنے آ سکے اور خلف امّت کا اتصال سلف کے ساتھ بالعموم اور حضرات صحابہ کرامؓ کے ساتھ بالخصوص رہے، اگر ایسا ہو گا تو اس کی حالت بہتر رہے گی اور اگر یہ اتصال قائم نہ رہا تو امّت کے لوگ ہر گمراہ کن لیڈر کے نقشِ قدم پر چل کر ہلاکت کی وادیوں میں بھٹکتے رہیں گے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام ائمہ ضلالت، بالخصوص روافض اور غالیوں کے پھیلائے ہوئے غلط اور گمراہ کن افکار جو انہوں نے صحابہ کرامؓ اور بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے خلاف پھیلا رکھے ہیں ان کا پردہ چاک کیا جائے اور لوگوں کے سامنے اصل اور صحیح حقائق رکھے جائیں۔ صحابہ کرامؓ کی

کی طرف سے دفاع بہت ضروری ہے۔ رضائے الٰہی کے تحت صحابۂ کرام رضؓ کو جو تقدس حاصل ہے وہ قمرِ نبوت کا ہالہ ہے جو اس چاند سے کبھی علیٰحدہ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرامؓ کا علم وعمل اور اخلاق وکردار شمسِ نبوت کی وہ شعائیں ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں اور جن کا انفکاک متصور نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی اہلِ ایمان کے لیے ایمان کے غیر منفک اجزاء میں سے ہے۔ صحابہ کرامؓ کی راہ سے ہٹا کر جو شخص اور جو گروہ انسانوں کو کسی اور راہ کی طرف لگاتا ہے وہ انسانیت کا دشمن ہے، حکمتِ الٰہیہ کی تکذیب کرنے والا ہے، دین و مذہب کا مخالف ہے، سرکش طاقتوں کا ایجنٹ ہے اور شیطانی گروہ کا فرد ہے۔ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسوں کے شر سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ماہنامہ "حق چار یارؓ" مختلف اکابر واسلاف کے افکار اور متنوع قسم کے پاکیزہ عوائد وعواطف سے بھرے ہوئے مضامین قلوب کی تسلی وتسکین کا سامان پیدا کر سکیں گے۔ مسلمانانِ اہل سُنّت والجماعت کو زیادہ سے زیادہ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ رسالہ ایک ایسی مذہبی جماعت کا تنظیمی آرگن ہے جو اپنا ایک منفرد اور جداگانہ مزاج رکھتی ہے، جس کے نصب العین اور پالیسی میں کبھی تضاد پیدا نہیں ہوا اور جس نے نوجوانانِ اہلسنّت میں جذباتی تحریک پیدا کرنے کی بجائے ان میں ذہنی اصلاح، اعتقادی درستگی، مذہبی شعور اور فکری تحریک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور پیشہ ورانہ مقاصد حاصل کرنے کی بجائے بغیر کسی وقتی اور سیاسی مصلحت کے مشن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دی ہیں اور اسی کے لیے بحمد اللہ کسی سیاسی سودا بازی اور کسی حکومتی دباؤ کو کبھی قبول نہیں کیا۔

خدا کرے کہ قائدِ اہلسنّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ (امیر تحریک خدام اہلسنّت والجماعت پاکستان) اور فخرِ اہلسنّت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی مدظلہ (امیر تحریک خدام اہلسنّت والجماعت پنجاب) کی زیرِ سرپرستی و زیرِ نگرانی اور محترم حضرت مولانا حافظ محمد طیب صاحب مدظلہ کی زیرِ ادارت یہ رسالہ ماہنامہ "حق چار یارؓ" ملت کے درد مند اور اہلسنّت کے باضمیر نوجوانوں کے لیے راہِ راست کی طرف صحیح قدم ثابت ہو اور وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کا بھی اس میں کافی سامان موجود ہو اور علماء حق اہلسنّت والجماعت کی نشاندہی ورہنمائی سے صحیح افکار وپاکیزہ معلومات اور اپنی قابلِ فخر تاریخ کے اُجلے واقعات سامنے لا کر راہنمائی کا اعلیٰ سامان پیدا کرنے کا باعث ہو۔ (باقی ص ۶۳ پر)

عشقِ یارانِ نبیؐ خوشنودیٔ ربِ جلیل — حُبِّ اصحابِؓ نبیؐ خوش قسمتی کی ہے دلیل

جو کوئی ان کی بزرگی کا نہیں ہے معترف — دونوں عالَم میں یقیناً ہو گیا خوار و ذلیل

عِزّت و تکریمِ یاران محمد مصطفیٰ — ہے یقینِ محکم و ایمانِ اکمل کی دلیل

اُن صحابہؓ سے تنفّر ہے صریحاً گمرہی — جن کے ہوں قرآن میں مذکور اوصافِ جمیل

چار یارانِ محمد مصطفیٰ کی پیروی — حفظِ ایمان و یقیں کی ہے دوائے بے عدیل

بُغض یارانِ نبیؐ سے "حق تعالیٰ کی پناہ" — مرتکب اِن حرکتوں کے ہیں نہایت ہی ذلیل

ہے تبرّا اُن شقی بدبخت لوگوں کا طریق! — علم و دانش کا ہے جن کے پاس سرمایہ قلیل

بے تکی جن کی شریعت من گھڑت جن کا فِقہ — ساتھ لغویات کا ہے دفترِ طول و طویل

اہلِ سُنّت والجماعت کے طریقے میں ہے خیر — دین و دنیا میں یہی ہے کامیابی کی سبیل

آخرت کی فکر کر سرورؔ غلط لوگوں سے بچ
وقت تھوڑا رہ گیا بجنے کو ہے کُوسِ رحیل

سرورؔ میواتی

❖

ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہؓ
واللہ! ہمیں جان سے پیارے ہیں صحابہؓ

جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ ہرنولی

کا

تعارف و نئے سال کا داخلہ

جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ ہرنولی ایک دینی و مذہبی ادارہ ہے جو عرصہ ۱۹ سال سے

پیر طریقت جامع شریعت حضرۃ مولانا قاضی

مظہر حسین مدظلہ

کی زیر سرپرستی کام کر رہا ہے۔ اس جامعہ کی بنیاد حضرت مدظلہ العالی نے ہی رکھی تھی۔ اس وقت جامعہ ہذا میں ناظرہ، حفظ، قرأت اور درس نظامی تک کی تعلیم دی جاتی ہے اور بہت ہی محنتی اساتذہ دن رات محنت کرتے ہیں۔ پرائمری تک اردو تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جامعہ ہذا شہر سے باہر پرسکون ماحول میں واقع ہے۔ شائقین و محنتی طلباء جامعہ ہذا میں ماہ شوال تک داخل ہو سکتے ہیں۔ امسال دس اساتذہ مختلف شعبہ جات میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

الداعی الی الخیر و خادم اہلسنت محمد یعقوب خادم
مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ
ہرنولی تحصیل و ضلع میانوالی

قطعہ

"تاریخِ اجراحق چاریار مژدہ باد"

۱۹۸۹ء

ماہنامہ "حق چاریار رض" کا دوسرا اور تیسرا شمارہ نظر نواز ہوا۔ اس دورِ ظلمات میں ہر محاذ پر فتنوں کی سرکوبی کی ضرورت ہے۔ دین کے خادموں کے بہت سے ہفت روزے اور ماہنامے مختلف محاذوں پر حق کی اشاعت کا کام الحمدللہ کر رہے ہیں۔ آپ نے ماہنامہ "حق چاریار رض" کا اجراء کر کے ردِّ رفض" کا محاذ سنبھالا ہے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بحرمت سیدالمرسلین الف الف علیہ تحیہ ماہنامہ "حق چاریار رض" کا قطعۂ تاریخ بھیج رہا ہوں۔ اس میں عنوان سے سنِ عیسوی اور اشعار سے سنِ ہجری نکلتا ہے۔ والسّلام المخلص محمدؐ مسلم غازی

جو صحافت ہو برائے دینِ حق — وہ صحافت باعثِ صد افتخار

یہ "جریدہ" ضامنِ حُبِّ رسولؐ — اہلِ حق کے واسطے وجہِ قرار

(ق)

اہلِ دیں کو مژدۂ فتحِ مُبیں — دھر میں آوازۂ حق چاریار رض

لرزہ براندام ہیں اعدائے دیں — ہے زباں پر نعرۂ حق چاریار رض

بارگاہِ رب میں وہ مقبول ہے — جو ہُوا دیوانۂ حق چاریار رض

سب صحابہ رض ہیں ہدایت کے نجوم — اُسوۂ دیں اسوۂ حق چاریار رض

ملتِ بیضا میں ہے معیارِ حق — تا ابد اک زمرۂ حق چاریار رض

روشن اِک "بُرجِ معانی" ہوگیا
۳۷۶

ہر طرف ہے "شہرۂ حق چاریار رض"
۱۰۳۳

۳۷۶ + ۱۰۳۳   ۱۴۰۹ھ
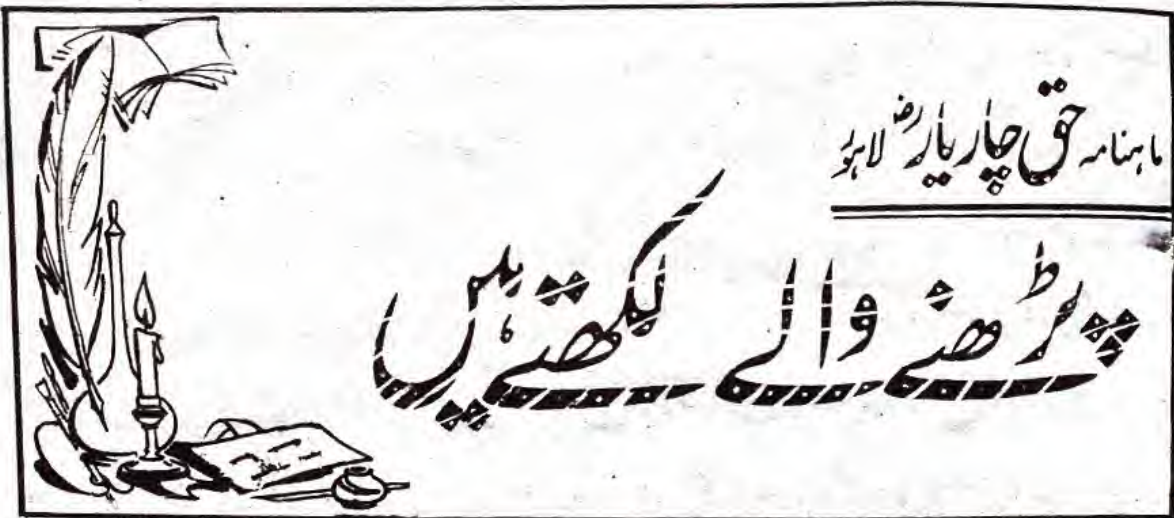
محترم اقبال احمد صاحب صدیقی

سابق ایڈیٹر ہفت روزہ اخبارِ جہاں کراچی، صدر ادارہ ابلاغ علوم و افکار ملی، کراچی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی و امیرِ تحریک خدام اہلسنت پاکستان کی نگرانی اور سرپرستی میں آپ حضرات نے جو یہ جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے کہ "حق چار یار رض" کے دل نشیں اور معنی آفریں نام سے ایک ماہانہ مجلہ جاری فرمایا ہے۔ ناموسِ رسالت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے باب میں بلاشک و تردد یہ نہایت گرانقدر کاوش ہے۔ یقیناً بہت بڑا اور بامقصد پروگرام ہے۔ آپ کی نوازش ہے کہ ادارہ ابلاغ علوم و افکار ملی کراچی کے نام پرچہ جاری فرمایا۔ اس لیے جریدہ مذکور کے مندرجات و مشمولات کا اندازہ لگانے میں آسانی ہوئی۔ انتخابِ مضامین ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کسی مجلّے کے مزاج اور نصب العین کا علم ہو سکتا ہے۔ "حق چار یار رض" نہایت واضح، صریح اور اعلیٰ مقصد کا حامل نام ہے۔ وکیل صحابہ رض حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کا فاضلانہ اداریہ شمارہ نمبر ۳ میں گویا خاص مطالعہ کی تحریر ہے۔ ایسے بھرپور اور پُرمغز افتتاحی مقالے عموماً کم ہوتے ہیں۔ مجھے اللہ رب العالمین کے کرم خاص سے پوری توقع ہے کہ نیا ہونے کے باوجود اپنی نوعیت کا یہ منفرد جریدہ جلد ہی قبولیتِ عامہ حاصل کرلے گا اور قارئین کے دلوں میں اپنی جگہ قدر و منزلت کی بنائے گا۔ میری مؤدبانہ معروضات توجہ طلب ہیں۔ وہ یہ کہ ابتدا میں بعض مادی اور انتظامی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ ایسی صورت میں دل برداشتہ نہ ہوں۔ یہ آزمائش انشاء اللہ عارضی ہوگی۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ مجلّہ کا

اسلوبِ تحریر زیادہ ادق اور خشک نہ ہونے پائے ورنہ پڑھنے والوں کا حلقہ محدود رہے گا لیکن اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ معیاری محققانہ اور بلند پایہ مضامین شائع نہ کیے جائیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی طرح (اللہ تعالیٰ ان کے حُسن ظن و تخمین پر اپنا رحم فرمائے) منفی سیاست میں "حق چار یار رضؓ" کو ملوث نہ کیجئے۔ ربّ کریم کے ہاں لمحہ لمحہ، حرف حرف کا حساب مربوط اور منظم ہے۔ آپ کا اپنا موضوع" وکالتِ عظمتِ صحابہ رضؓ" بہت بڑا نہایت وسیع اور لائق تحقیق و تحریر ہے اِسی پر توجہ مرکوز رکھیئے کیونکہ جب سے اس معاملے پر کم توجہ دی گئی یا کج فہمی اختیار کی گئی، خرابیوں کے برق و شرر نے ہمارے آشیانے کو اپنا ہدف بنا لیا ہے۔

میں ادارہ ابلاغ علوم و افکار ملّی کے جُملہ سرپرستوں اور معاونین کار کی جانب سے آپ حضرات کو اس مجلّہ کے اجراء پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ آپ یہ تحریکی اور فکری کاوش باقاعدگی سے جاری رکھ سکیں۔ تائیدِ باری تعالیٰ آپ کے شاملِ حال رہے۔ آمین۔ ممکنہ تعاون سے گریز یہاں بھی موجود نہیں۔ امید ہے کراچی کے اہلِ دل احباب اور صحیح العقیدہ مسلمان آپ کے جریدے کا مطالعہ بھی کریں گے اور جو تعاون واجب ہے وہ بھی کریں گے۔

مُحترم علّامہ محمّد عبدالمعبود صاحب،

مؤلف: تاریخ المدینۃ المنورۃ و تاریخ المکۃ المکرمۃ، خطیب جامع مسجد پھولوں والی، راولپنڈی

اِس پُرفتن دوَر میں عظمتِ صحابہ رضؓ کا عَلم بلند کرنا افضل الجہاد ہے جس کی انجام دہی کا سہرا بجا طور پر ترجمان اہلسنّت والجماعت حضرت قاضی مظہر حسین دامت فیوضہم کے سَر سجتا ہے۔ وقت کا یہ انتہائی اہم تقاضا تھا کہ دشمنانِ صحابہ کرامؓ کی یلغار کا مقابلہ قرآن وسُنّت کی روشنی میں مؤثر طریقہ سے کیا جاتے تاکہ عوام الناس سبائیت کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہونے پائیں۔ اگرچہ تحریر اور تقریر کے ذریعہ علماء کرام نے اس خدمت کو انجام دینے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی لیکن نہایت سادہ، سلیس اور دل نشیں انداز میں صحابۂ کرام رضؓ کے فضائل و مناقب کو اہلسنّت والجماعت کے نظریات کے تناظر میں پیش کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اس کے لیے ادبی چاشنی اور معنوی حلاوتوں سے مزیّن "مجلّہ" درکار تھا جو عظمتِ صحابہؓ کی سربلندی کے لیے روشنی کا مینار اور اہلسنّت والجماعت کی ترجمانی کا شاہکار ثابت ہو۔ بحمد للہ ماہنامہ حق چار یار رضؓ ان تمام خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کو چار چاند لگائے اور حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کو سلامت باکرامت رکھے اور ان کے علمی اور روحانی فیوضات سے مسلمانوں کو فیض یاب فرمائے۔

محترم مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب۔
خلیفہ حضرت لاہوری ؒ، دارالارشاد، اٹک

ماہنامہ حق چار یارؓ کے دو پرچے ملے جن کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ الحمدللہ کہ آپ حضرات نے ان نامساعد حالات میں جان نثاران نبوت عظمیٰ کے کارناموں سے اُمّت کو روشناس کرانے کے لیے عملی قدم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے اور اپنی رحمت کے ساتھ اس کے دوام کے اسباب مہیا فرمائے۔ آمین۔

مسلک حقہ کے پیروکاروں کے لیے لازم اور ضروری ہے کہ وہ اس کی اشاعت میں ہر طرح سے بھرپور حصہ لیں تاکہ یہ ماہ نامہ بے فکری اور اطمینان کے ساتھ خدمت کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ جناب قاضی صاحب کو صحت اور عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے تاکہ ان کے علمی، روحانی اور دینی برکات سے ہم جیسے نااہل مستفیض اور مستفید ہوتے رہیں۔ آمین

محترم جانباز مرزا صاحب،
مؤرخ تحریک آزادئ برصغیر، مدیر ماہنامہ تبصرہ لاہور

ماہنامہ "حق چار" گذشتہ کئی مہینوں سے مل رہا ہے۔ یاد آوری کا شکریہ۔ بلاشبہ اسلام کی محبت صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دامن سے وابستہ ہے۔ اگر اس دامن کا ایک کونہ بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے مسلمان کی زندگی قیامت تک کے لیے مشکوک ہو جائے گی۔ صحابہ کرامؓ کا وجود اور ان کی راہنمائی عزت اور احترام کے بغیر خود مسلمان اپنے کو گمراہ اور بے راہ رو سمجھے۔ ایسے دور میں جب اسلام سے بیگانگی کا سلسلہ چل نکلا ہے "حق چار یارؓ" کا اجراء قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمتوں میں برکت دے تاکہ حق گوئی کا یہ سلسلہ جاری رہے۔

محترم مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ملتان۔

ماہنامہ حق چار یارؓ، مسلسل دفتر مرکز یہ ملتان کی لائبریری کے لیے موصول ہو رہا ہے جس کے

لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔

ماہنامہ "حق چار یار رض" کی اشاعت سے مسلک حقہ اہل سنت کی جس طرح نمائندگی ہوگی وہ ہم سب کے لیے باعثِ طمانیت ہے۔

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کا وجود مسعود امت کے لیے اللہ رب العزت کا گرانقدر عطیہ ہے۔ ایسے حضرات سے ہی امت کی خیر و برکت وابستہ ہے بعض رفقاء روافض میں غلو سے کام لے کر خارجیت کی حدوں کو چھونے لگ جاتے ہیں جیسا کہ محبین اہل بیت نے اس مقدس نام سے رفض کو جنم دیا۔ یہ صورتِ حال باعثِ تشویش ہے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا ہمیشہ سے طریقہ اکابر والا رہا ہے کہ کبھی بھی اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اس پر وہ پوری ملت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو افراد یا ادارے اس عنوان سے کام کرتے ہیں انہیں قبلہ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کی پالیسی کو اپنانا چاہیئے۔ حضرات صحابۂ کرام رض و اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے فضائل و مناقب اور مسلک اہل سنت کی ترجمانی کے لیے ماہنامہ "مناقب" بھکر اکیلا تھا۔ اب اللہ رب العزت کا فضل ہے کہ اسے بھی اپنا ساتھی مل گیا۔ براہِ کرم آپ حضرات اس عنوان پر باہمی تقسیم کار کر لیں تو اس سے خاصا بڑا کام ہو سکتا ہے۔ باہمی تعاون و اعتماد جاری رہے اس کے لیے آپ ہمارے ذمہ جو ڈیوٹی لگائیں گے حاضر پائیں گے۔ سعادت ہوگی۔ قبلہ حضرت اقدس قاضی صاحب دامت برکاتہم سے تسلیمات عرض کر دیں اور درخواست دعا، اللہ رب العزت آپ کی ہمتوں میں برکت کریں اور آپ حضرات کے حامی و ناصر ہوں۔

محترم مولانا حافظ مہر محمد صاحب میانوالوی ۔ گوجرانوالہ

یکے بعد دیگرے ماہنامہ "حق چار یار رض" لاہور کی تین کاپیاں وصول پائیں۔ بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ آپ ایک خالص مذہبی اور جماعتی پرچہ کے اجراء اور ڈیکلریشن لینے میں کامیاب ہو گئے جس کے لیے برسوں سے کوشش جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ اس پرچہ کی سرپرستی فرمائیں۔ اس کے اوراق کو باطل کی آندھیوں کے شر سے بچائیں۔

گوجرانوالہ میں رہتے ہوئے میری یہ خواہش تھی کہ آپ حضرات کی سرپرستی میں صحابۂ کرام رض کے دفاع و مناقب پر مشتمل ایک دینی پرچہ نکالا جائے اور حالاتِ حاضرہ کے تحت دینی خدمات میں اپنی صلاحیتیں

ظاہر کی جائیں مگر افسوس کہ مقامی ماحول میرے سازگار نہیں اس لیے ایسی جرأت نہ دکھا سکا۔

حکیم حافظ مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ صد بار مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس عظیم کام کا افتتاح کیا اور لاہور سے پرچہ نکال کر تحریکِ خدام اہلسنت کے علماء اور در کروں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ میرے قلم کو انشاء اللہ اپنا معاون پائیں گے

ماشاء اللہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کا نوشتہ سہ رنگا ٹائٹل جاذب نظر ہے۔ سفید عمدہ کاغذ اور ۴۸ صفحات کی ضخامت ناشر کی فیاضی کی آئینہ دار ہے۔ مضامین میں تنوع اور اثباتی رنگ فکرِ سلیم کی غماز ہے۔ خلفاءِ راشدینؓ کی عظمت و فضیلت کے مضامین تو اس پرچے کا اصل موضوع اور رُوح رواں ہیں۔ نعتیہ کلام اور اکابر علماءِ دیوبند کے مضامین "حق چار یارؓ" کی زینت اور فکری محور ہیں۔ میں قارئین سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ "حق چار یارؓ" کو تحریکِ خدامِ اہلسنت کا صرف جماعتی پرچہ نہ سمجھیں بلکہ اسے تمام اہلسنت کے سلف صالحین کی آواز، مسلک اکابر علماءِ دیوبند کا فکری ترجمان خیال کریں اور اہل زیغ و باطل دشمنانِ صحابہ کرامؓ کے خلاف ایک قلعہ سمجھ کر اس کی تعمیر میں ہاتھ بٹائیں۔

میں اہلِ سنت کے ایک خادم کی حیثیت سے جناب شبیر احمد صاحب میواتی کے مشورہ طلبی (ادارتی نوٹ) کے جواب میں تحریکِ خدام اہلسنت کے اکابر و اصاغر سے بھی یہ عرض کروں گا کہ وہ جمہور اہلسنت والجماعت و اکابر علماءِ دیوبند کے مسلکِ اعتدال پر سختی سے جمے رہنے کے باوجود اتنی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کریں کہ مدح صحابہؓ اور دفعیہ رفض و تشیع میں کام کرنے والی تمام دیوبندی جماعتوں سے رابطہ برقرار رکھیں۔ ان سے نوک جھوک سے پرہیز کریں۔ الکنایہ ابلغ من الصریح کے تحت بوقت ضرورت و مجبوری تنقید مبہم سے کام لیں اور صریح تردید اصلاحی خط میں کریں کیونکہ اب تقریر کے بجائے تحریکِ خدامِ اہلسنت نے ملکی صحافت میں ایک بہترین کردار ادا کرنا ہے۔ ہمارا حریف ۴۔۵ فی صد ہو کر ہر جگہ منظم اور متحد ہے۔ اپنے اندرونی اختلافات کی دوسروں کو ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔ ادھر علماء دیوبند کی درجن سے زائد تنظیمیں ایک ہی محاذ پر کام کر رہی ہیں مگر آپس میں رابطہ، اعتماد اور اتحاد کا زبردست فقدان ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ۹۵ فی صد اہلسنت کے نمائندہ ہونے کے باوجود نہ عوام میں ان کا اعتماد ہے نہ سرکاری افسروں اور اداروں پر کوئی رعب ہے۔ پس یہ کمی باہمی اعتماد و اتفاق سے

دور ہوگی۔

چند سال سے ماہنامہ "مناقب" بھکر نے باطل کے خلاف خوب جنگ لڑی ہے اور امام اہلسنت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ کے مشن کو زندہ کر دکھایا ہے۔ آپ اسے جمعیۃ علماء اسلام فضل الرحمٰن گروپ یا انجمن سپاہ صحابہؓ کا مجلّہ نہ جانیں۔ اپنے مشن اور اہل سنّت والجماعۃ کا مبلغ سمجھیں۔ ان سے تبادلہ، مضامین میں اشتراک، اپنے حلقے میں اس کی اشاعت، اُن کے حلقے میں ماہنامہ "حق چاریارؓ" لاہور کی اشاعت کی پالیسی وضع کریں۔ رفض کی تردید میں ایک دوسرے کی کمک کریں۔ میں یہی اپیل مولانا محمد عبداللہ صاحب مدیر "مناقب" سے کرچکا ہوں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "مناقب" اور "حق چاریارؓ" کو زندہ اور دائم رکھے، فعال اور مجاہد بنائے اور دشمنانِ اسلام پر برق خرمن سوز بنا کر گرا دے۔

محترم مولانا اعجاز احمد خان صاحب سنگھانوی ایم اے کراچی

ماہنامہ حق چاریار جلد ا، شمارہ ۲ ماہ شعبان ۱۴۰۹ھ موصول ہُوا۔ پرچہ اپنے حسن اور ظاہری و باطنی کمالات کا مظہر ہے۔ مضامین کا انتخاب بھی لاجواب ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ رسالہ افراط و تفریط سے پاک ہے۔ اہلِ سنّت کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز اعتدال ہی ہے۔

حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے اداریہ میں قوم کو جس دھیمے انداز میں بلاکسی اشتعال کے جگایا ہے وہ بھی بہت خوب ہے۔ میری دُعا ہےکہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ترجمانِ اہلِ سُنّت بنائے اور ہر سُنّی مسلمان کو اس کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم ماسٹر منظور حسین صاحب ساہیوال ضلع سرگودھا

تحریکِ خدّامِ اہلِ سنّت والجماعت کا ترجمان اور نظام خلافتِ راشدہ کا داعی رسالہ ارسال کرنے پر آنجناب کا بہت بہت شکریہ۔ حقیقت یہ ہے کہ ماہنامہ کے صفحۂ اوّل پر "حق چاریارؓ" کا عنوان ملاحظہ کرکے طبیعت نہایت مسرور ہوئی کیونکہ عقیدہ خلافتِ راشدہ (حق چاریارؓ) دراصل اسلام کے بنیادی عقیدہ "ختمِ نبوّت" کا محافظ ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کی نیابت وجانشینی میں خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کی خلافت ایک معیاری خلافت اور قیامت تک کی اسلامی حکومتوں کے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ چونکہ شیعہ پہلے تین خلفائے

راشدین کا انکار کرتے ہیں، دَورِ حاضر کے خارجی چوتھے خلیفہ کی خلافت کو موعودہ خلافتِ راشدہ نہیں مانتے اور تحریر و تقریر کے ذریعہ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ و حضرات اہل بیت کی تنقیص و توہین کرتے ہیں اور مودودی صاحب نے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کی خلافت کی پالیسی پر سخت تنقید کی ہے حالانکہ اہلِ سنّت والجماعۃ کے عقیدے میں خلفائے اربعہؓ قرآنی وعدہ کے مطابق خلافتِ راشدہ کے منصب پر فائز ہوئے ہیں، اِس لیے ان کے نزدیک کسی خلیفہ راشد کی مرکزی پالیسی پر کوئی تنقید و جرح نہیں کی جا سکتی کیونکہ ان چاروں کی خلافت آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین کے تحت خدا تعالیٰ کی پسندیدہ خلافت ہے لہٰذا اس پُرفتن دَور میں (بقول قائدِ تحریک) خلافتِ راشدہ اور حق چار یارؓ کا اعلان قرآنی موعودہ خلافت کے فروغ و تحفظ کے لیے بہت ضروری ہے اور حق چار یارؓ ایک ایسا سُنّی ایٹم بم ہے جو باطل نظریہ ہائے خلافت کے پرخچے اُڑا دیتا ہے اس لیے اس عنوان کا پرچار عصرِ حاضر میں اہم مقصد ہے۔ اس کی واقعی اشد ضرورت تھی۔ آپ نے بہت بروقت اس کا احساس فرمایا۔ فجزاکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

قائدِ اہلِ سُنّت وکیل صحابہؓ پیرِ طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم العالی کی سرپرستی ماہنامہ "حق چار یارؓ" کے معیاری اور مسلک اہل سنّت والجماعۃ کا ترجمان ہونے کی کافی و وافی دلیل ہے۔ برادرانِ اہلسنّت کا فرض ہے کہ وہ ہر طرح آپ کے ممد و معاون بنیں۔

اللہ تعالیٰ اہلسنّت والجماعت کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے اپنے دین و مذہب کی خدمت و حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محترم قاری عبدالرحمٰن صاحب رحیمی - لاہور

ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور کا تیسرا شمارہ پڑھ کر دلی مسرت حاصل ہوئی۔ رسالے میں لکھے گئے محترم شبیر احمد صاحب میواتی کے ان الفاظ نے مجھے آپ کو خط لکھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ "ہم تعریف سے زیادہ تنقید اور شاباش سے زیادہ مشوروں کے محتاج ہیں۔" لیکن آپ نے پرچے کا معیار اتنا بلند رکھا ہے کہ ماسوائے تعریف اور شاباش کے پرچہ کے کسی بھی پہلو پر تنقید اور آئندہ کے سفر کے لیے کسی قسم کا مشورہ بھی تو نہیں دے سکتا۔ سعادت مندی ہے کہ ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور کو تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ کے خلیفہ قائد اہلسنّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) کی سرپرستی حاصل ہے۔ صمیمِ قلب سے دُعاگو ہوں کہ خدائے عزّ و جل آپ کی

محنتوں کو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین۔

محترم محمّد طاہر منصور صاحب۔ کلور کوٹ (بھکر)

ماہنامہ "حق چار یار رض" لاہور کے تین شمارے نظر نواز ہوئے۔ اس معیاری جریدہ کے پُر مغز اور رُود رُود مضامین اور عقیدت میں ڈوب کر کہے گئے اشعار پڑھ کر پرچے کی کامیابی و کامرانی کے لیے دعا گوئی پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ حق کی اس آواز کو حضرت قائدِ تحریک مدظلہٗ کی زیر سرپرستی و زیر نگرانی دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں۔ آمین۔ انشاء اللہ ماہنامہ "حق چار یار رض" جادۂ حق سے بھٹکے ہوؤں کے لیے چراغِ ہدایت ثابت ہوگا۔

عَدلِ فَارُوقی: ایک روز دَورِ فاروقی میں زلزلہ آیا۔ حضرت عمر رض نے کوڑا زمین پر مار کر فرمایا۔ "ساکن ہو جا۔ کیا میں نے تجھ پر انصاف نہیں کیا۔" اس کے بعد زلزلہ کا اثر زائل ہوگیا ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

راولپنڈی میں ماہنامہ "حق چار یار رض" لاہور کا تازہ پرچہ محترم صوفی عبدالحکیم صاحب (ایجنٹ ماہنامہ "حق چار یار رض") کے علاوہ درج ذیل پتوں سے بھی مل سکتا ہے:

۱۔ محترم غلام مصطفےٰ صاحب چار یاری،
مکان نمبر ۴/۵، جھنگی محلہ، نزد وارث خان سٹاپ،
مری روڈ، راولپنڈی فون ۵۵۰۲۷۰

۲۔ محترم محمّد صدّیق صاحب،
عثمانی مسجد، سید پور روڈ۔ پنڈورہ، راولپنڈی
فون ۸۴۰۶۱۱

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

○ مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ (ترمذی)

○ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (بخاری)

○ قیامت کی ترازو میں حسنِ خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی کہ حسن اخلاق والا اپنے حسن خلق سے ہمیشہ کے روزہ دار اور نمازی کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ (ترمذی)

○ لوگوں کو قدرتِ الٰہی کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئیں ان میں سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں۔ (حاکم نسائی وغیرہ)

○ اللہ کے بندوں میں سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (طبرانی)

○ تم میں میرا سب سے پیارا اور نشست میں مجھ سے سب کے نزدیک وہ ہیں جو تم میں خوش خلق ہیں اور مجھے ناپسندیدہ اور قیامت میں مجھ سے دُور وہ ہوں گے جو تم میں بد اخلاق ہیں۔ (طبرانی وغیرہ)

○ عہدِ رسالت میں دو (۲) عورتیں تھیں۔ ایک رات بھر نماز پڑھتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور صدقہ دیتیں مگر اپنی زبان درازی سے پڑوسیوں کا دم ناک میں کیے رہتی تھیں۔ دوسری صرف نماز پڑھتیں اور غریبوں کو چند کپڑے بانٹ دیتیں مگر کسی کو تکلیف نہیں دیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے پہلی کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی نیکی نہیں اور اپنی بد خلقی کی سزا بھگتے گی اور دوسری کی نسبت فرمایا وہ جنتی ہوگی۔ (ادب المفرد، امام بخاریؒ)

برادرانِ اہلِ سُنت والجماعت!

مکتبہ عثمانیہ ہرنولی، جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ ہرنولی کی ایک ذیلی شاخ ہے جس کی غرض وغایت تحریک خدام اہلسنت والجماعۃ کے تحریکی لٹریچر کی اشاعت اور سُنی عوام کو لاگت سے بھی کم قیمت پر مہیا کرنا ہے۔ اب تک مکتبہ عثمانیہ کئی اہم اور مفید کتابیں شائع کر چکا ہے جن میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد حسین مدنیؒ کی دو تصانیف سلاسل طیبہ اور مودودی دستور وعقائد کی حقیقت قابلِ ذکر ہیں۔

ہرنولی میں ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور کا تازہ پرچہ

مکتبہ عثمانیہ سے حاصل کریں

(مولانا) محمد یعقوب، مکتبہ عثمانیہ ہرنولی ضلع میانوالی

لطافتِ طبع، رقّتِ قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے۔ پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں لیکن تناور درختوں کو بادِ صرصر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے۔ اشعاعِ نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پہاڑوں میں فولادی تیر بھی نفوذ نہیں کرتے، بعینہٖ یہی حال انسان کا بھی ہے۔ ایک لطیف الطبع، رقیق القلب اور اثر پذیر آدمی ہر دعوتِ حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے۔ اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں، لیکن اشاعتِ اسلام کی تاریخ تمامتر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے۔ کفار میں ہم کو بہت سے اشقیا کا نام معلوم ہے جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہیں جھکایا لیکن صحابۂ کرامؓ نے قرآن مجید کی آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات، آپؐ کے مواعظ و نصائح، شکل و شباہت، دعاۃ اسلام کی تعلیم، ہدایت و ارشاد اور معجزات و آیات غرض ہر مؤثر چیز کے اثر کو قبول کیا اور بطوع و رضا اسلام کے حلقہ میں داخل ہوئے۔

(مولانا عبدالسلام ندوی (اسوۂ صحابہؓ))

فہرست کتب مکتبہ خدام اہل سنت چکوال

نمبر شمار	نام کتاب	مصنّف	ابتدائیہ مقدمہ	موضوع	سائز	صفحات	قیمت (روپے پیسے)
۱	سنی مذہب حق ہے	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	-	ردّ شیعیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۲۸	۷—۰۰
۲	مودودی مذہب	〃	-	ردّ مودودیت	〃	۱۷۶	۱۲—۰۰
۳	میاں طفیل کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ	〃	-	〃	〃	۱۱۰	۵—۰۰
۴	صحابہؓ کرام اور مودودی	〃	-	〃	〃		۵—۰۰
۵	خارجی فتنہ حصہ اوّل	〃	-	ردّ خارجیت	〃	۶۲۴	۲۵—۰۰
۶	کشفِ خارجیت	〃	-	〃	〃	۵۷۶	۳۰—۰۰
۷	دفاع حضرت امیر معاویہؓ	〃	-	ردّ رافضیت	〃	۱۹۰	۷—۰۰
۸	علمی محاسبہ بجواب علمی جائزہ	〃	-	ردّ مودودیت	〃	۴۷۲	۲۶—۰۰
۹	خارجی فتنہ حصہ دوم	〃	-	ردّ خارجیت	〃	۶۸۰	۳۹—۰۰
۱۰	ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟	〃	-	ردّ رافضیت	〃	۵۰	۳—۰۰
۱۱	اتحادی فتنہ	〃	-	ردّ شیعیت	〃	-	۳—۰۰
۱۲	دفاع صحابہؓ	〃	-	〃	۱۸×۲۳/۸		۴—۰۰
۱۳	جماعت اسلامی، شیعہ انقلاب چاہتی ہے	〃	-	〃	〃		۲—۰۰
۱۴	عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنیؒ	〃	-	〃	〃		۲—۰۰
۱۵	کلمہ اسلام کی تبدیلی، خطرناک سازش	〃	-	〃	۲۰×۳۰/۱۶	۱۶	۰۰—۲۵
۱۶	شیعہ کتاب تجلیات صداقت پر ایک نظر	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	-	ردّ شیعیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۲۲	۵—۰۰
۱۷	خدام اہلسنت کی دعوت	〃	-	دعوت	〃		۱—۰۰
۱۸	سنی تحریک اور طلبہ کا سنی موقف	〃	-	دعوت	〃	چھ حصے ۹۶	۶—۰۰

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	ابتدائیہ مقدمہ	موضوع	سائز	صفحات	قیمت
۱۹	بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسین	〃	-	ردّ شیعیت	۲۰×۳۰/۸	۶۱۷	زیر طبع دوسرا ایڈیشن
۲۰	مطرقۃ الکرامہ	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	مولانا قاضی مظہر حسین	〃	۱۸×۲۳/۸		〃 〃
۲۱	شہادت حسینؓ و کردار یزید	مولانا قاسم نانوتویؒ	〃	〃	〃		۷—۰۰
۲۲	سلاسل طیبہ	مولانا حسین احمد مدنیؒ	〃	تصوف		۱۱۲	۱۲—۰۰
۲۳	تحفۂ خلافت	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	〃	ردّ شیعیت	〃		۵۱—۰۰
۲۴	آفتابِ ہدایت	مولانا کرم الدین صاحبؒ	〃	〃		۳۸۴	۳۶—۰۰
۲۵	عقیدہ حیات النبیؐ	مولانا عبدالکریم صاحب کلاچیؒ	〃	ردّ منکرین حیات	〃	۲۳	۲—۰۰
۲۶	عقائد علماء دیوبند	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	〃	عقائد اہلسنت	〃		۱۵—۰۰
۲۷	اصلاحی مکتوب	مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ		ردّ شیعیت	〃		۲—۰۰
۲۸	عظیم فتنہ	〃	〃	〃	〃	۲۸	۲—۰۰
۲۹	صحابہ کرامؓ اور پاکستان	〃	〃	〃	۲۰×۳۰/۱۶	۲۷	۲—۰۰
۳۰	عقیدۂ خلافت راشدہ اور امامت	〃		〃	۱۸×۲۳/۸	۱۰۴	۱۰—۰۰
۳۱	مودودی جماعت کے عقائد پر ایک نظر	〃	〃	ردّ مودودیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۷۶	زیر طبع
۳۲	احتجاجی مکتوب	〃	〃	ردّ شیعیت	〃	۱۶	۱—۰۰
۳۳	مکتوب مرغوب	〃	〃	〃	〃	۱۶	۱—۰۰
۳۴	شریعت بل کا جائزہ	〃	〃	نفاذ شریعت	〃	۷۸	۵—۰۰
۳۵	شیعہ مذہب	〃	〃	ردّ شیعیت	۱۸×۲۳/۸		۹—۰۰
۳۶	مودودی صاحب سے اصولی اختلاف ہے نہ فروعی	〃		ردّ مودودیت	۲۰×۳۰/۴	مضمون رسالہ الجمعیت	۱—۰۰
۳۷	تائیدی تبصرے	مرتبہ مولانا قاری شیر محمد صاحب علوی		ردّ خارجیت	〃		۵—۰۰
۳۸	کتابت حدیث	مرتبہ مولانا سید منت اللہ شاہ					۳-۵۰
۳۹	حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں	مولانا قاضی مظہر حسین			۲۰×۳۰/۱۶		

مختلف شہروں میں
ماہنامہ حق چار یار رض و تحریکی لٹریچر ملنے کے پتے

رنگپور رگھبور :- جناب ماسٹر نیاز محمد صاحب چار یاری ،
مدنی جامع مسجد ، رنگپور رگھبور ،
تحصیل نور پور ، ضلع خوشاب

جلال پور پیروالہ :- جناب مولانا محمد عبدالرحمن صاحب جامی نقشبندی
محلہ نقشبندیہ جلالپور پیروالہ
ضلع ملتان

تلہ گنگ :- جناب قاری عبدالمنان صاحب
مغل مارکیٹ ، مین بازار
تلہ گنگ ، ضلع چکوال

رَبِّ أَوْزِعْنِیٓ أَنْ أَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیٓ أَنْعَمْتَ

عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ

وَأَدْخِلْنِی بِرَحْمَتِکَ فِی عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ

۱۴۰۹ جمیل

خطاط: محمد جمیل حسن تلمیذ حضرت سید نفیس رقم صاحب مدظلہ